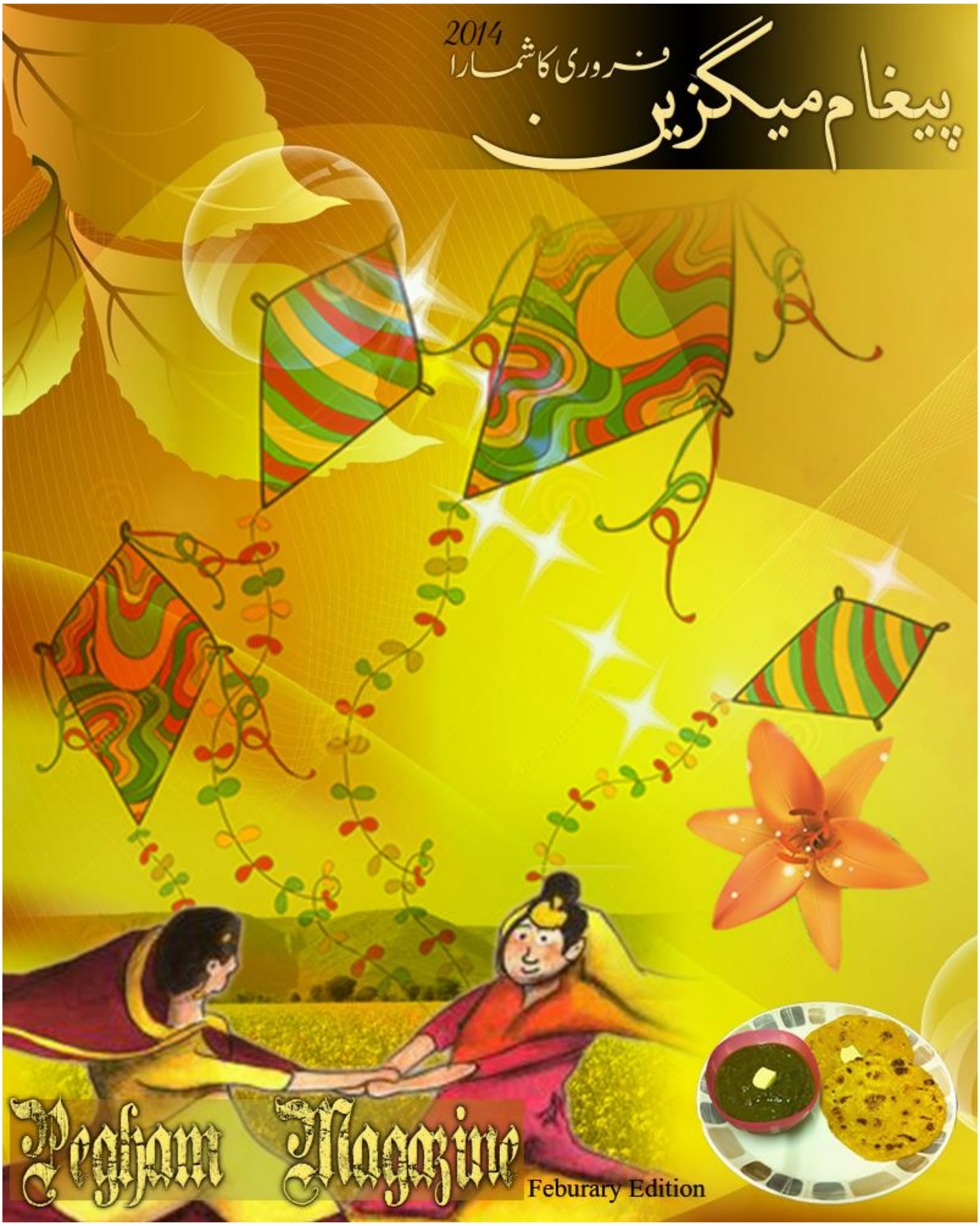
2014
فروری کا شمارا
پیغام میگزین
Pegham Magazine
Feburary Edition

پیغام میگزین

فروری کا شمارا 2014

فہرست

اداریہ

پیغامِ قران

پیغامِ احادیث

حمد۔نعت

نماز اور میڈیکل سائینس

اسلامک آرٹ

بیر

پاؤں کی حفاظت

موسمِ بہار کی ملبوسات کا فیشن

سرسوں کا ساگ ترکیب

بُلبل کا بچہ

آؤ پیڑ لگائیں

جاگو جاگو صبح ہوئی

اور چڑیا اُڑ گئیں

نام میں کیا رکھا ہے

دلچسپ معلومات

لطائف

پہیلیاں

مشغلہ

خوبصورت پیغام

پسندیدہ شاعری

پیغام نئے شعراء

فقیر۔۔(ڈاکٹر مقصود حسنیؔ)

خوابوں کی دُنیا۔۔(وصی انجم)

عشق۔۔(مسعود)

امرت کور(بقیہ حصہ)

موسمِ بہار کے رنگ

ڈیڈیکیشنز

نام میں کیا رکھا ہے

کھیل اور کھیلاڑی

موسمِ بہار اور پیغام ممبرز

ممبر آف دی منتھ

گزشتہ شمارے

ختم شُد

seekho aur sikhao

پیغام میگزین
فروری کا شمارا 2014

اداریہ

اسلام علیکم

موسمِ بہار کی آمد آمد ہے۔اور پیغام پر بھی بہار آ گئی ہے۔فروری کا ایڈیشن موسمِ بہار کے حوالے سے ہے۔اس شُمارے میں پچھلے شُمارے سے زیادہ مواد شامل کیا گیا ہے۔کھیلوں کے صفحے کا اضافہ کیا گیا ہے۔موسم بہار کے حوالے سے آرٹیکلز،خواتین کے ملبوسات، بچوں کا صفحہ،موسمِ بہار میں کھلنے والے پھولوں کی تصاویر، پیغام ڈیزائنرز کی ڈیزائننگز، نئے شعراء کا کلام،ممبرز ڈیڈیکشنز، ریسیپیز وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔

جیسے موسم میں بہار آئی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ آپ سب کی زندگی میں بہار جیسی خوشیاں لائے اور پھولوں کی طرح ہنستے مُسکراتے رہیں۔(آمین)

جن ممبرز نے پچھلے ماہ کا پیغام میگیزین پسند کیا اُن سب کا شکریہ۔ہمارا یہ میگزین بھی انشاءاللہ آپ سب کو بہت پسند آئے گا۔جن ممبرز نے اپنی اینٹریز بھیجی اُن کا شکریہ اور پیغام ٹیم کا خصوصی شکریہ جن کی محنت اور ساتھ کی وجہ سے پیغام ہر ماہ میگزین شائع کر رہا ہے۔آپ سب کی آراء کا انتظار رہے گا۔شکریہ

آنچل

پیغامِ قرآن

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو اور نیز اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی ایسی ہے جیسے آسمانوں کا اور زمینوں کا پھیلاؤ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ (یعنی اُن اعلیٰ درجہ کے مسلمانوں کے لئے ہے) جو خوشحالی اور تنگدستی دونوں حالتوں میں نیک کاموں میں خرچ کرتے رہتے ہیں اور غصہ کو ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے نیک لوگوں کو پسند کرتے ہیں۔

(سورۃ آل عمران آیت نمبر 133)

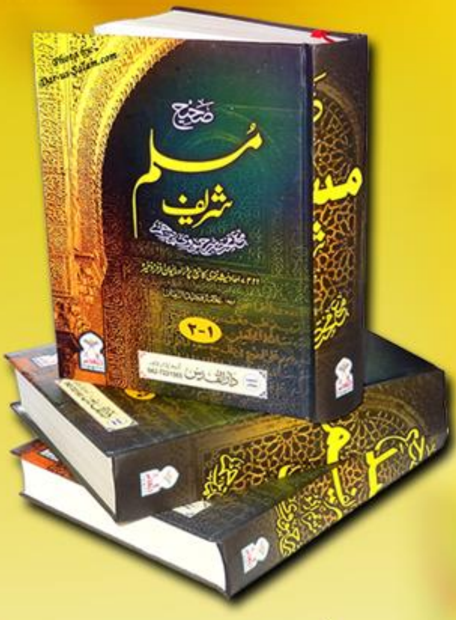

حدیث مُبارک

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ دینار جس کو تو اللہ کے راستہ میں خرچ کرتا ہے اور وہ دینار جس کو تو غلام پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار جو تو نے مسکین پر خیرات کر دیا اور وہ دینار جو تو نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا ہے ان میں سب سے زیادہ ثواب اس دینار کا ہے جو تو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے۔

صحیح مسلم

پیغام میگزین
فروری کا شمارا 2014

جان جس میں ہے اسے رزق خدا دیتا ہے
وہ تو پتھر میں بھی کیڑے کو غذا دیتا ہے
دن کو سورج سے زمانے کو ضیاء دیتا ہے
رات کو آسمان چاند تاروں سے سجا دیتا ہے
غرق کر دیتا ہے فرعون کا لشکر
وہ قافلہ ِموسیٰ کو پار لگا دیتا ہے
آگ میں ڈال دیئے جاتے ہیں عاشق اس کے
اور وہ آگ کو گل ِگلزار بنا دیتا ہے
وہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا
اسی پر ایمان انسان کو مسلمان بنا دیتا ہے

آپ سا دونوں جہاں میں نظر آیا ہی نہیں
کیونکہ اللہ نے کوئی اور بنایا ہی نہیں
آپ نے جب سے نوازا ھے یارسول اللہ
میں نے دامن کسی چوکھٹ پہ پھیلایا ہی نہیں
جب کہا قبر میں سرکار نے یہ میرا ھے
پھر نکیروں نے مجھے ہاتھ لگایا ہی نہیں
جو بھی مکے سے پلٹ آئے مدینے نہ گئے
یوں سمجھ لو انہیں سرکار نے بلایا ہی نہیں
نہ کوئی محبوب اور نہ محب کا ثانی
ایک کا جسم نہیں اور ایک کا سایہ ہی نہیں

نماز اور جدید میڈیکل سائینس

ہاتھوں کا کانوں تک اٹھانا: جدید تحقیق کے مطابق جب ہم نماز میں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے ہیں تو بازوؤں، گردن کے پٹھوں اور شانے کے پٹھوں کی ورزش ہوتی ہے۔ دل کے مریض کے لیے ایسی ورزش بہت مفید ہوتی ہیں۔ جو کہ نماز پڑھنے سے خود بخود ہو جاتی ہے اور یہ ورزش فالج کے خطرات سے محفوظ رکھتی ہے۔

نماز میں قیام کرنا: نماز میں قیام سے دل کا بار ہلکا ہو جاتا ہے کیونکہ وزن دونوں پاؤں پر متوازن پڑتا ہے اور آنکھیں سجدہ گاہ پر لگی رہنے سے دل کی یکسوئی سہل ہو جاتی ہے۔ انسان میں قوتِ مدافعت اور اعصاب میں توانائی پیدا ہوتی ہے۔

نماز میں رکوع کرنا: رکوع سے کمر درد یا ایسے مریض جن کے حرام مغز میں ورم ہو گیا ہو، بہت جلد صحت یاب ہو جاتے ہیں۔
نیز رکوع سے گردوں میں پتھری بننے کا عمل سست پڑ جاتا ہے اور اگر پتھری بن گئی ہو تو رکوع کی حرکت سے، بہت جلد نکل جاتی ہے۔ رکوع کے عمل سے معدہ اور آنتوں کی خرابیاں اور پیٹ کے عضلات کا ڈھیلا پن ختم ہو جاتا ہے۔

نماز میں قومہ: رکوع کی حالت میں بالائی نصف بند جھٹکے کی وجہ سے زیادہ خون پمپ ہوتا ہے۔ اس طرح دوبارہ حالت قیام میں آ جانے سے چہرہ اور سر کا دورانِ خون جو حالت رکوع میں بڑھ گیا، قومہ میں نارمل ہو جاتا ہے، جس سے شریانوں میں لچک کی استعداد پڑھنے سے ہائی بلڈ پریشر اور فالج کے امکانات کم ہو جاتے ہیں

نماز میں سجدہ: جب نمازی سجدہ کرتا ہے تو اس کے دماغ کی شریانوں کی طرف خون زیادہ ہو جاتا ہے، جسم کی کسی بھی پوزیشن میں خون دماغ کی طرف زیادہ نہیں جاتا۔ صرف سجدے کی حالت میں دماغ، دماغی اعصاب اور سر کے دیگر حصوں کی طرف خون متوازن ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے دماغ اور نگاہ بہتر ہو جاتے ہیں۔

نماز میں جلسہ کرنا: دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا گھٹنوں اور پنڈلیوں کو مضبوط بناتا ہے اس کے علاوہ رانوں میں جو پٹھے اللہ تعالی نے نسل بڑھوتری کے بنائے ہیں ان کو خاص قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ جس سے مردانہ اور زنانہ کمزوریاں دور ہو جاتی ہیں تا کہ انسان دماغی اور جسمانی اعتبار سے صحت مند پیدا ہو۔

نماز میں سلام پھیرنا: نماز کے اختتام پر ہم سلام پھیرتے ہیں، اس عمل سے گردن کے عضلات کو طاقت ملتی ہیں اور انسان ہشاش بشاش اور توانا رہتا ہے نیز سینہ، ہنسلی کا ڈھیلا پن ختم ہو جاتا ہے

ان سب باتوں کا فائدہ اس وقت پہنچتا ہے جب ہم نماز پوری توجہ، دل جمعی، پورے آداب اور سنت کے مطابق ادا کریں اور جلد بازی سے کام نہ لیں۔

2014
فروری کا شمارا
پیغام میگزین
اسلامک آرٹ
In the name of Allah, the Most Gracious, the Ever Merciful
Atif Saeed Creations
THE DRIVER'S ART
WWW.PEGHAM.COM

بیر! وٹامن بی اور فولاد کا خزانہ

’سدرۃ المنتہٰی‘ یعنی آسمانوں پر بیری کے درخت والا وہ آخری مقام ہے جس سے آگے فرشتے بھی نہیں جاسکتے۔ لیکن ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے موقع پر اس مقام سے بھی آگے گئے تھے۔ جنت کی خوبصورتی اور دلنوازی کا نقشہ ہمارے سامنے رکھتے ہوئے مالک الملک نے بیری کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے وہ زبان زد عام محاورہ بھی سنا ہوگا کہ، جس گھر میں بیری ہو وہاں پتھر تو آتے ہی ہیں، یا بیر بیر جتنے آنسو' یہ باغ و بہار قسم کا درخت برصغیر میں عام پایا جاتا ہے۔ خوب گھنا اور تناور ہونے کی خوبی کے ساتھ ساتھ اس کا پیڑ خاردار اور سدا بہار ہوتا ہے۔ اس کے پھول سبز رنگ کے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں جن کی شکل بالکل ناک میں پہنے والے زیور لونگ جیسی ہوتی ہے۔ برصغیر پاک وہند میں اگنے والے بیری ((Indian Jujube کی دو قسمیں ہیں۔ ایک جنگلی بیری جو عموماً جھاڑی کی شکل کی ہوتی ہے اور دوسری عام یعنی گھریلو پیڑ۔ جنگلی بیری کو جھڑ بیری بھی کہتے ہیں۔ یہ خودرو ہوتی ہے اس کا پھل عام طور پر چھوٹا اور گول ہوتا ہے۔ دوسری قسم کاشت کی جاتی ہے۔ اس کا پھل بیضوی، گداز گودا اور جسامت میں بڑا ہوتا ہے۔ یہ چھوٹی قسم کے برعکس شیریں ہوتا ہے۔ قدرت نے اس خوبصورت پیڑ کے پھل، چھال اور پتوں میں غذائی اور ادویاتی خواص رکھے ہیں۔ اس کا پھل یعنی بیر وٹامن بی کا خزانہ ہے۔ اس کے علاوہ اے اور ڈی وٹامن بھی اس کے حصے میں آئے ہیں۔ معدنیات میں فولاد، کیلشیم، پوٹاشیم اور فلورین اس میں شامل ہیں۔ طب یونانی کے مطابق اس کا مزاج سرد ہے اور یہ جسم میں گوشت بنانے کی صلاحیت سے مالا مال ہے۔ ان خواص کی روشنی میں آپ اس کی تعمیری افعال کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جو یہ جسم کے اندر سرانجام دیتا ہے۔ آج ہم اس کے چیدہ چیدہ خواص پر روشنی ڈالتے ہیں۔ ڈھائی سو گرام بیروں میں ایک بڑی چپاتی کے مساوی غذائیت ہوتی ہے۔ ایک کلو بیروں میں دو اونس مکھن جتنی چکنائی ہوتی ہے۔ آدھ کلو بیروں کی مقدار ایک وقت کے کھانے کا نعم البدل ہے۔

بڑھے ہوئے پیٹ کا علاج:۔

بیری کی راکھ یا گوند آپ کسی پنساری سے بھی لے سکتے ہیں اور درخت سے تازہ حالت میں بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ڈیڑھ ماشہ سے چھ ماشے تک راکھ کی مقدار عرق مکو اور عرق بادیاں پانچ پانچ تولے کے ساتھ صبح چند دن تک استعمال کرنے سے بدن کی چربی پگھلنے لگتی ہے اور بڑھا ہوا پیٹ کم ہونے لگتا ہے۔

بلند فشار خون اور معدے کی خرابیاں:۔

ترش (جنگلی) بیری کے ایک تولہ پتے صبح کو ایک گلاس پانی میں بھگو دیں۔شام کو مل چھان کر، چینی ملا کر پینے سے انشاءاللہ شریانوں کی لچک بحال ہو جائے گی اور مرض دور ہوگا۔بیری کی چھال اسہال، پیچش اور قولنج کے علاج میں نہایت موثر ہے۔اندرونی چھال کا جوشاندہ قبض کی حالت میں جلاب کے طور پر دیا جاتا ہے۔

دماغی اور منہ کے امراض:۔

ایسے ذہنی مریض جن کا دماغ بہت سست ہو، ان کے علاج کے لیے مٹھی بھر خشک بیر آدھ لیٹر پانی میں اس وقت تک ابالے جائیں جب پانی آدھا رہ جائے۔پھر اس آمیزے میں شہد یا چینی ملا کر روزانہ رات سونے سے قبل مریض کو کھلایا جائے۔یہ علاج دماغ کی کارکردگی بڑھا کر مریض کو فعال بنا دے گا۔

بیری کے تازہ پتوں کا جوشاندہ نمک ملا کر غراروں کے لیے استعمال کرنا، گلے کی خراش، منہ کی سوزش، مسوڑھوں سے خون بہنا اور زبان پھٹ جانے کے امراض میں شافی ہے۔

آشوبِ چشم اور جلد کی بیماریاں:۔

دکھتی آنکھوں کے لیے بیری کے پتے بہت مفید ہیں۔پتوں کا جوشاندہ آنکھوں میں ڈالنے والی دوا کی طرح استعمال کرنا صحت دیتا ہے۔بیری کی ٹہنیوں اور پتوں کا لیپ پھوڑوں، پھنسیوں وغیرہ پر لگانے سے پیپ جلد پک کر خارج ہو جاتی ہے۔پلٹس کو ایک چھوٹا چمچہ لیموں کے رس میں ملا کر بچھو کے ڈنگ پر لگانے سے تسکین ملتی ہے۔زخم اور ناسور دھونے کے لیے بھی بیری کے پتوں کا جوشاندہ بہترین ہے۔

بالوں کے امراض:۔

سر پر بیری کے پتوں کا لیپ لگانا بالوں کو صحت مند اور خوشنما بناتا ہے۔اس کے استعمال سے سر کی جلد کے امراض دور رہتے ہیں اور بال سیاہ ہوتے ہیں۔

پیغام میگزین
فروری کا شمارا 2014

پاؤں کی حفاظت

سخت موسم بالخصوص گرمیوں کے آغاز میں ہی جسم کا جوحصہ سب سے زیادہ متاثر ہوتا ہے وہ پاؤں ہیں۔خواتین کی اکثریت دھبے دار جلد اور سخت ایڑیوں کی شکایت کرتی دکھائی دیتی ہے۔موسم کے شدید اثرات سب سے پہلے ایڑیوں پر نمایاں ہوتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی جسم میں پاؤں کی جلد نہایت نازک ہوتی ہے اور موسمی اثرات کو سب سے پہلے قبول کرتی ہے، دوسری وجہ سردیوں کا موسم ختم ہوتے ہی کھلے جوتے یا چپل کا استعمال ہے۔

سردیوں میں موزوں، جرابوں اور بند جوتوں کی وجہ سے پاؤں محفوظ رہتے ہیں لیکن گرمیاں آتے ہی کھلے جوتے استعمال کرنا شروع کر دیئے جاتے ہیں اور اس سے پاؤں کی جلد بری طرح متاثر ہوتی ہے۔کھلی چپلوں میں پاؤں پر دھوپ پڑنے سے جلد پر جوتوں کے نشان بن جاتے ہیں جو کافی برے لگتے ہیں، اس لئے کوشش کرنی چاہیے کہ دھوپ میں نکلتے وقت ایسے جوتے پہنے جائیں جو ہوا دار ہوں لیکن پاؤں کی اوپری جلد کو سورج کی شعاعوں سے بچا سکیں۔گرمیوں میں پاؤں کو حفاظت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، اس مقصد کیلئے دن میں کم از کم دو بار صابن سے پاؤں دھو کر ان پر کوئی موئسچرائزر لگانا بہت ضروری ہے، خاص طور پر رات کو سوتے وقت یہ کام ضرور کرنا چاہیے، گرمیوں کی ابتدا میں کم بارشوں کی وجہ سے موسم خشک ہو جاتا ہے اس لئے ایڑیاں پھٹنے لگتی ہیں اور ان کی جلد بدرنگی اور سخت ہو جاتی ہے، اس سے بچاؤ کیلئے ضروری ہے کہ روزانہ ایڑیوں پر موئسچرائزر کا مساج کیا جائے۔ کہتے ہیں کہ کسی انسان کی شخصیت کا اندازہ لگانا ہو تو اس کے پاؤں پر نظر ڈالیے کیونکہ پاؤں آپ کی شخصیت کے بارے میں کافی باتیں کہہ جاتے ہیں، اس لئے جہاں آپ اپنے چہرے اور ہاتھوں کی خوبصورتی کا خیال رکھتی ہیں، ایسے ہی پاؤں کا بھی خیال رکھیں۔

پیغام میگزین
فروری کا شمارا 2014
خواتین کے موسم بہار
کے ملبوسات کا فیشن

سرسوں کا ساگ

اشیاء:

سرسوں کا ساگ 1 کلو
مکئی کا آٹا 125 گرام
ادرک 30 گرام
نمک مرچ حسب ذائقہ
گھی 250 گرام

ترکیب:

ساگ کے پتے نمک مرچ سمیت دو گھنٹے تک دھیمی آنچ پر پکانے کے بعد ان میں مکئی کا آٹا ڈال کر گھونیں۔ پھر ہری مرچیں ڈال کر دم پر رکھ دیں۔ پھر ادرک بھون کر ڈال دیں اور مکئی کی روٹی کے ساتھ بہت سا گھی ڈال کر کھائیں۔

پیغام میگزین
فروری کا شمارا 2014

بُلبُل کا بچہ

بُلبُل کا بچہ
کھاتا تھا کھچڑی
پیتا تھا پانی
گاتا تھا گانے۔۔۔
میرے سرہانے
اک دن اکیلا
بیٹھا ہوا تھا
میں نے اڑایا
واپس نہ آیا
بُلبُل کا بچہ

پیغام میگزین
فروری کا شمارا 2014

پیڑ لگائیں

کام ہے اچھا پیڑ لگانا
اور ان کو پروان چڑھانا
ملک کا یہ سرمایہ ہوں گے
دھوپ میں ٹھنڈا سایہ ہوں گے
لکڑی ان سے خوب ملے گی
چیز بھی ان سے خوب ملے گی
آؤ یارو پیڑ لگائیں
اپنی محنت کا پھل پائیں

پیغام میگزین
فروری کا شمارا 2014

پورب کا دروازہ کھلا ٹھنڈی چلی ہوا
جا گو جا گو صبح ہوئی
پھولوں کا منہ شبنم سے دھلا، ہنس کر یہ پھولوں نے کہا
جا گو جا گو صبح ہوئی

گلشن گلشن مہک اٹھا، ہر اک پرندہ چہک اٹھا، ذرّہ ذرّہ مہک اٹھا
جا گو جا گو صبح ہوئی۔۔۔
بڑوں نے کیا یہ خوب کہا صبح سویرے جو بھی اٹھا دن بھر
وہ ہنستا ہی رہا
جا گو جا گو صبح ہوئی
پورب کا دروازہ کھلا۔۔۔

اور چڑیاں اُڑ گئیں

بچّوں نے دیکھا کہ کمرے کے روشن دان سے ایک چڑیا آئی اور ٹیوب لائٹ پر بیٹھ گئی۔ پھر اُڑ کر چلی گئی۔

دوپہر تک چار چڑیاں پھر آئیں، آ کر ٹیوب لائٹ پر بیٹھ گئیں۔ پھر باہر سے چاروں تنکا چونچ میں رکھ کر لاتیں اور باہر جاتیں۔ تین دنوں تک چڑیاں اپنا گھونسلہ بناتی رہیں۔ اور بچّے اُن کو توڑتے رہے۔ چڑیوں کے ذریعے لائے گئے گھاس پھوس اور تنکے بچّے اٹھا اٹھا کر گھر کے باہر مسلسل پھینکتے رہے۔

کئی دنوں تک بچّوں اور چڑیوں کی یہ جنگ جاری رہی۔ چڑیاں گھاس پھوس، تنکے، ڈوری، روئی، جو بھی ملتا لا لا کر اپنا گھونسلہ بناتی رہیں۔ بچّے صبح اُس کو دیکھتے ہی توڑ تاڑ کر پھینک دیتے۔

بچّوں نے کچھ دن بعد دیکھا کہ چڑیے کا ایک بچّہ ٹیوب لائٹ پر بیٹھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ انھوں نے مشورہ کیا کہ کیوں نہ ہم اسٹول پر کھڑے ہو کر ٹیوب لائٹ کے اوپری حصے کی طرف بنے ہوئے اس گھونسلے کو بھی توڑ کر باہر پھینک دیں۔

بچّے گھونسلہ توڑ کر پھینکنے کی بات چیت کر ہی رہے تھے کہ اُن کی ماں جو اُدھر سے گذر رہی تھیں اس نے سُن لیا اور کہنے لگی: ''بچّو! کیا کر رہے ہو؟'' بچّے بولے: ''ماں ماں! دیکھو نا ایک تو چڑیوں نے ہمارے کمرے میں اپنا گھونسلہ بھی بنا لیا ہے اور اوپر سے ایک بچّہ بھی ہے جو گندگی پھیلا رہا ہے، ہم اُس گھونسلے کو توڑنے کی بات کر رہے ہیں۔''

ماں بولی: ''نہیں نہیں، بچّو! گھونسلہ مت توڑنا، اگر چڑیا تمہارا گھر توڑ دے تو تمہیں کیسا لگے گا؟''

بچّوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر بولے: ''ماں ماں! دیکھو نا انھوں نے ہمارا کمرہ کتنا گندہ کر دیا ہے ہمارے بستر اور بیڈ پر بھی گندگی پھیلا دی ہے۔''

ماں نے پیار سے بچّوں کو دیکھا اور انھیں نرمی سے سمجھایا کہ: ''دیکھو بچّو! جیسے مَیں تمہاری ماں ہوں، ویسے ہی چڑیاں بھی اپنے بچّوں کی ماں ہیں ، اگر کوئی تمہیں پریشان کرے گا تو مجھے دکھ ہوگا اور اگر کوئی تمہاری ماں کو پریشان کرے گا تو کیا تمہیں اچھا لگے گا؟''

بچّے بولے: ''نہیں نہیں ماں! آپ کو اگر کوئی تکلیف دے گا تو ہم اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔''

ماں بولی: ''بچّو! اسی طرح تم بھی چڑیوں کو مت مارو، ان کا گھونسلہ مت توڑو، وہ تو اپنے بچّوں کے بڑا ہونے کا انتظار کر رہی ہیں۔ جب ان کے بچّے اپنے پروں سے خود اُڑنے کے لائق ہو جائیں گے تو وہ یہاں سے خود بہ خود اُڑ کر کہیں اور چلے جائیں گے۔ پھر وہ آسمان کی طرف اڑتے ہوئے تمہیں بہت بھلے لگیں گے۔''

بچّے بولے: ''جی امّی جان! اب ہمیں سمجھ میں آ گیا، ہم اب کبھی بھی گھونسلوں کو نہیں توڑیں گے۔'' ماں نے خوش ہو کر بچّوں کی پیٹھ تھپتھپائی اور کہا: ''شاباش! میرے لاڈلو! تم اسی طرح اچھی عادتیں اپنے اندر پیدا کرو۔

چند دنوں بعد چڑیا کے بچّے بڑے ہو گئے اور پھر کچھ دن اور گھونسلے میں رہنے کے بعد وہاں سے اُڑ گئے۔ ماں نے یہ دیکھ کر کہا کہ: ''دیکھو بچّو! چڑیاں اُڑ گئیں۔''

دلچسپ معلومات

--بندر جگنو کے قریب نہیں جاتے کیونکہ وہ انہیں آگ کا شعلہ سمجھتے ہیں۔

-- کتے کو جسم کی بجائے زبان پر پسینہ آتا ہے۔ کتے کو گھی ہضم نہیں ہوتا۔

--ہاتھی اور گھوڑا کھڑے کھڑے سو جاتے ہیں۔

--مچھلی کی آنکھیں اس لیے کھلی رہتی ہیں کیونکہ اس کے پپوٹے نہیں ہوتے۔

--کیکڑے کے دانت پیٹ میں ہوتے ہیں۔

-- کچوے میں پھیپھڑے نہیں ہوتے یہ جلد کے ذریعے سانس لیتا ہے۔

--ڈولفن میں آواز سننے کی حس کتے سے تین گنا اور انسان سے پانچ گنا زیادہ ہوتی ہے۔

--ڈولفن آواز سننے کے لیے اپنے جبڑے استعمال کرتی ہے۔

--برفانی چیتا اتنا طاقتور ہوتا ہے کہ اپنے وزن سے تین گنا زیادہ اٹھا سکتا ہے۔

--ایک چھوٹے پرندے کی نبض کی رفتا تقریباً 500 دفعہ فی منٹ ہے۔

--ہمارے جسم چھوٹی بڑی تقریباً 206 ہڈیاں ہیں۔

--ایک صحت مند انسان کی نبض کی رفتار تقریباً 70 دفعہ فی منٹ ہے۔

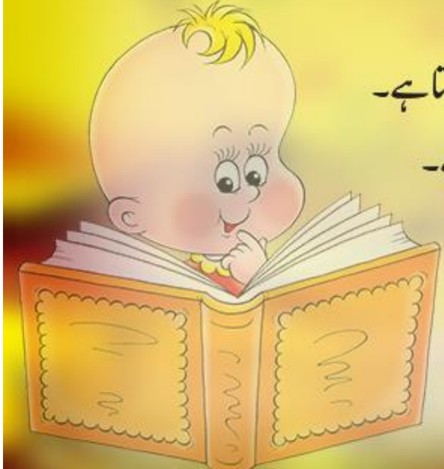

دھماکہ خیز مواد

پولیس انسپیکٹر :
ہمیں اطلاع ملی ہے کے آپ کے گھر پر دھماکہ خیز مواد موجود ہے
آدمی :
جی اطلاع تو ٹھیک ہے لیکن ابھی وہ میکے گئی ہوئی ہے

عزت

شوہر (اپنی بیوی سے) : تمھارے دِل میں میرے لیے کتنی عزت ہے ؟
بیوی : اگر آپ چارپائی پہ بیٹھے ہوئے ہوں تو میں نیچے بیٹھ جاؤ گی .
شوہر : اور اگر میں نیچے بیٹھ جاؤں تو .
بیوی : تو میں ایک گڑھے میں بیٹھ جاؤ گی .
شوہر : اور گڑھے میں بیٹھ جاؤں تو .
بیوی (غصے سے) : تو میں اوپر سے مٹی ڈال دوں گی .

پہیلیاں

(1)

بات انوکھی کیا کوئی جانے
اِک ڈبیا میں سینکڑوں دانے
میٹھے میٹھے، رنگ رنگیلے
رس بھرے، رس دار، رسیلے
کوئی چُوسے، کوئی چبائے
بچّہ بوڑھا ہر اِک کھائے

(2)

نازک نازک سی اِک گڑیا
لوگ کہیں گے سب اس کو اُڑیا
کاغذ کے سب کپڑے پہنے
دھاگے کے سب زیور گہنے
سیدھی جائے، مڑتی جائے
پری نہیں، پر اڑتی جائے

(3)

میری پہیلی بوجھو گے تُم
ایک انچ چڑیا، دو گز کی دم

(4)

بہت بڑا سا ایک پیالہ
جیسے کوئی کمرا گول
ختم نہ ہوگا اِس کا پانی
پیتے جاؤ ڈول کے ڈول

(5)

جانے کس شے کا ہے سایا
بادل سا بن کر لہرایا
اڑتا جائے، اڑتا جائے
طرح طرح کی شکل بنائے
پکڑو تو وہ ہاتھ نہ آئے

(6)

جیسے اس کا آنا اچھا
ویسے اس کا جانا اچھا
چپ رہ کر تم اسے بلاؤ
باتیں کرکے اُسے بھگاؤ

انار۔۔پتنگ۔۔۔سوئی دھاگہ۔۔۔کنواں۔۔دھواں۔۔خاموشی

مشغلہ

رنگ دار باؤلز بنانے کا طریقہ

1

2

3

4

پیارے بچو! آج ہم آپ کو رنگ دار باؤلز بنانا سکھائیں گے۔ یہ گیم بہت آسان اور دلچسپ ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں ہمیں کن کن اشیاء کی ضرورت ہے اور اسے کیسے بنایا جائے گا۔

اشیاء:
چکنی مٹی، آئل یا واٹر پینٹ اور برش۔

طریقہ:

☆......سب سے پہلے مٹی کو آٹے کی طرح گوندھ لیں، مٹی کو نہ زیادہ نرم رکھیں اور نہ ہی زیادہ سخت۔

☆......اب تھوڑی تھوڑی مٹی لیں اور ہاتھوں پر گول گول گھماتے ہوئے کہ مناسب سائز کے باؤلز بنا لیں۔

☆......باؤلز کو ایک ہموار سطح پر مزید گولائی کی شکل میں برابر کر لیں۔ دھیان رہے کہ اُن کا سائز ایک جیسا ہو۔

☆......اب ان باؤلز کو دھوپ یا سایہ دار جگہ پر سوکھنے کے لئے رکھ لیں۔

☆......سوکھ جانے پر ان کو اپنی پسند کے رنگوں سے رنگ لیں۔

نوٹ: اب ان باؤلز سے مختلف اشکال بنائیں اور اپنی پسند کے کھیل کھیلیں۔

پیغام میگزین
فروری کا شمارا
2014
seekho aur sikhao
خوبصورت پیغام
امانت دار
AtoZ creations
"جو شخص امانت دار نہیں ، اس میں کوئی ایمان نہیں"

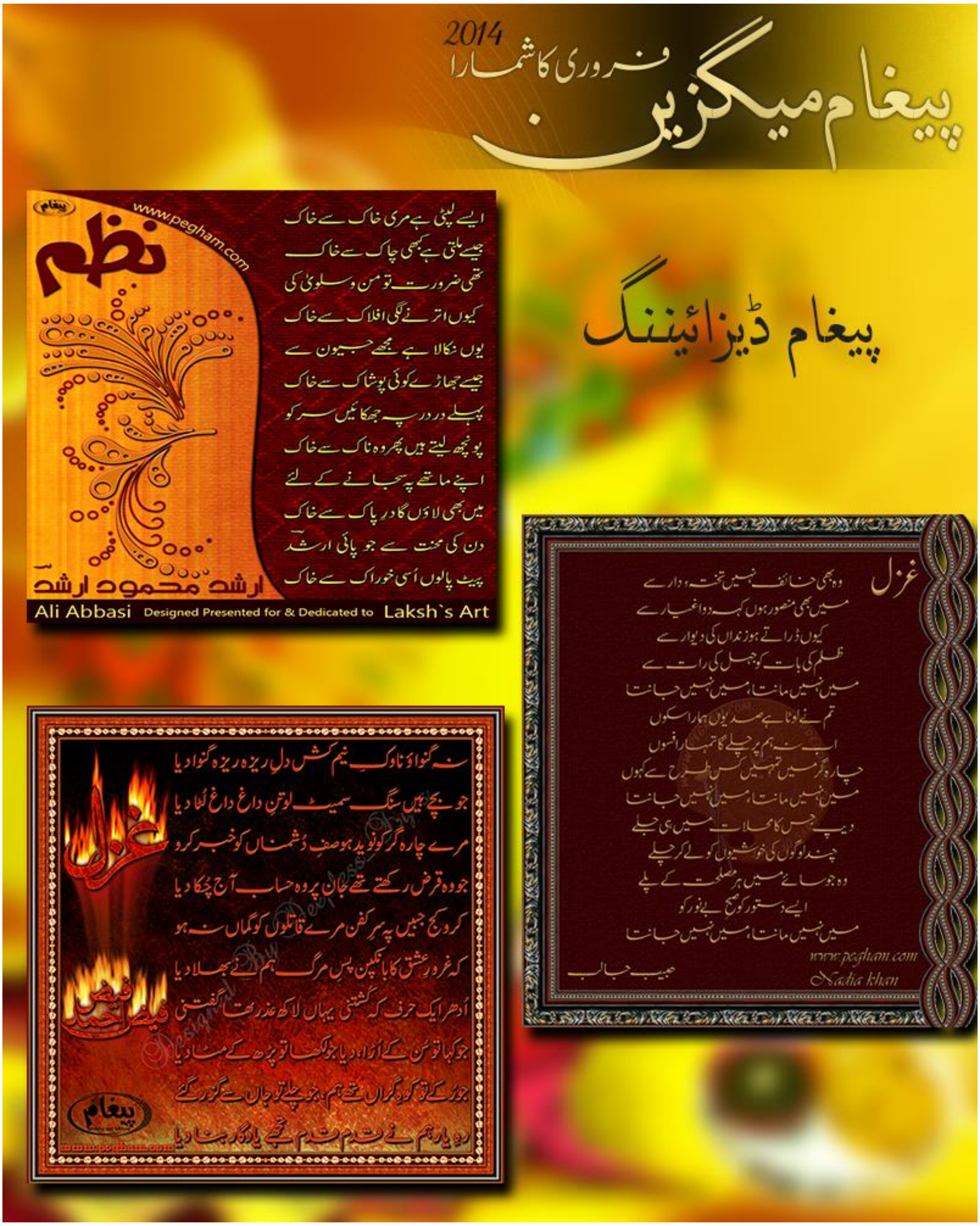
پیغام میگزین
فروری کا شمارا 2014
پیغام ڈیزائننگ
پیغام
www.pegham.com
نظم
ایسے لپٹی ہے مری خاک سے خاک
جیسے ملتی ہے کبھی چاک سے خاک
تھی ضرورت تو من و سلویٰ کی
کیوں اترنے لگی افلاک سے خاک
یوں نکالا ہے مجھے جیبوں سے
جیسے جھاڑے کوئی پوشاک سے خاک
پہلے در در پہ جھکائیں سر کو
پونچھ لیتے ہیں پھر وہ ناک سے خاک
اپنے ماتھے پہ سجانے کے لئے
میں بھی لاؤں گا درِ پاک سے خاک
دن کی محنت سے جو پائی ارشدؔ
پیٹ پالوں اُسی خوراک سے خاک
ارشدؔ محمود ارشدؔ
Ali Abbasi Designed Presented for & Dedicated to Laksh`s Art
غزل
وہ بھی خائف نہیں تختۂ دار سے
میں بھی منصور ہوں کہہ دو اغیار سے
کیوں ڈراتے ہو زنداں کی دیوار سے
ظلم کی بات کو جہل کی رات سے
میں نہیں مانتا، میں نہیں جانتا
تم نے لوٹا ہے صدیوں ہمارا سکوں
اب نہ ہم پر چلے گا تمہارا فسوں
چارہ گر میں تمہیں کس طرح سے کہوں
میں نہیں مانتا، میں نہیں جانتا
دیپ جس کا محلات میں ہی جلے
چند لوگوں کی خوشیوں کو لے کر چلے
وہ جو سائے میں ہر مصلحت کے پلے
ایسے دستور کو صبحِ بے نور کو
میں نہیں مانتا، میں نہیں جانتا
www.pegham.com
Nadia khan
حبیب جالب
غزل
فیض احمد فیض
نہ گنواؤ ناوکِ نیم کش دلِ ریزہ ریزہ گنوا دیا
جو بچے ہیں سنگ سمیٹ لو تنِ داغ داغ لٹا دیا
مرے چارہ گر کو نوید ہو صفِ دشمناں کو خبر کرو
جو وہ قرض رکھتے تھے جان پر وہ حساب آج چکا دیا
کرو کج جبیں پہ سرِ کفن مرے قاتلوں کو گماں نہ ہو
کہ غرورِ عشق کا بانکپن پسِ مرگ ہم نے بھلا دیا
اُدھر ایک حرف کہ کشتنی یہاں لاکھ عذر تھا گفتنی
جو کہا تو سُن کے اُڑا دیا جو لکھا تو پڑھ کے مٹا دیا
جو رکے تو کوہِ گراں تھے ہم، جو چلے تو جاں سے گزر گئے
رہِ یار ہم نے قدم قدم تجھے یادگار بنا دیا
پیغام

پیغام میگزین
فروری کا شمارا 2014
آبِ سخن
یہ کیسے ممکن ہے کہ زندگی میں غم نہ ملے
کوئی ہمیں نہ ملا کسی کو ہم نہ ملے
کیا چال چلی ہے میرے مقدر نے مجھ سے
پیار تیرا ملا مگر تم نہ ملے
Ali Abbasi
Designed , Presented for & Dedicated to
Lakshʼs Art
www.pegham.com
چُپ بیٹھوں مُشرک کہلاؤں
بولوں تو میں کافر کہلاؤں
سچل جو بھید کی بات ہے
کِس کِس کو سمجھاؤں
سچل سرمست
Dezind by GRhuma
وحدہٗ، وحدہٗ، لاشریک لہٗ
مرکزِ جستجو عالمِ رنگ و بُو
دم بدم جلوہ گر تُو ہی تُو چار سُو
ہُو کے ماحول میں کچھ نہیں فی لہٗ
تُم بہت دِل رُبا، تُم بہت خُوبرُو
عرش کی عظمتیں، فرش کی آبرُو
تُم ہو کونین کا حاصلِ آرزُو
آنکھ نے کر لیا آنسوؤں سے وُضو
اب تو کر دو عطا دید کا اِک سبُو
آؤ پردے سے تُم آنکھ کے رُبرو
چند لمحے ملن، دو گھڑی گفتگو
ناز جبھتا پھرے جا بجا کُو بکُو
پیغام

پیغام میگزین
فروری کا شمارا 2014

PEGHAM
جوکر
جینا یہاں مرنا یہاں اس کے سوا جانا کہاں
جی چاہے جب ہم کو آواز دو، ہم ہیں وہاں، ہم تھے جہاں
اپنے یہی دونوں جہاں اس کے سوا جانا کہاں
یہ میرا گیت جیون سنگیت کل بھی کوئی دوہرائے گا
جگ کو ہنسانے بہروپیا روپ بدل پھر آئے گا
سورگ یہیں، نرگ یہاں اس کے سوا جانا کہاں
جی چاہے جب ہم کو آواز دو، ہم ہیں وہاں، ہم تھے جہاں
اپنے یہی دونوں جہاں اس کے سوا جانا کہاں
کل کھیل میں ہم ہوں نہ ہوں گردش میں تارے رہیں گے سدا
بھولو گے تم بھولیں گے ہم، پر ہم تمہارے رہیں گے سدا
جینا یہاں مرنا یہاں اس کے سوا جانا کہاں
اپنے یہی دونوں جہاں اس کے سوا جانا کہاں
Joker
Hala Creations
@pegham.com

دل کا عالم
ناجانے کتنی مدت سے
دل کا ہے یہی عالم
ذرا سی چوٹ لگتی ہے
ذرا سا ٹوٹ جاتا ہے
آنچل
پیغام کوم

آخری دیوار
ہمارے درمیاں اک آخری دیوار باقی ہے
میرا سچ اور ترا
نامعتبر کردار باقی ہے
Shakeel@pegham.com

2014
فروری کا شمارا
پیغام میگزین
بہار میں اور تم
یادوں کی دہلیز پہ بیٹھے
سپنے بنتے رہتے ہیں
بہار میں اور تم
خوشیوں کا اک اک موتی
سپنوں میں پروتے ہیں
بہار میں اور تم
خواب نگر کی پریوں کے سنگ
مل کر اڑتے پھرتے ہیں
بہار میں اور تم
ڈالی ڈالی پہ اڑتی
تتلیاں پکڑتے ہیں
بہار میں اور تم
چاہت کی برکھا میں بھیگے
کتنا ہنستے رہتے ہیں
بہار میں اور تم
پیار محبت کے جھولے میں
جھولا جھولتے رہتے ہیں
بہار میں اور تم
چاہتوں کے موسم میں
رقص کرتے رہتے ہیں
بہار میں اور تم
پریم رتوں میں بھیگے ہوئے
حیا کے سنگ چلتے ہیں
بہار میں اور تم
حیا
ترتیب و تشکیل: رابی
تم میری زیست کا خوبصورت لمحہ ہو۔۔۔
تجھے دیکھ غم دوراں سے دور ہو جاتا ہوں میں۔۔۔
WWW.PEGHAM.COM
زندگی
جسے سمجھا تھا زندگی،
وہ میری دھڑکنوں کا فریب تھا
مجھے مسکرانا سکھا کے،
وہ میری روح تک کو رلا گیا۔۔۔!!
Designed by
www.pegham.com
میرے ہم سفر میرے ہم نشیں
میرے ہم سفر میرے ہم نشیں
میں نے رب سے مانگا تو کچھ نہیں
میں نے جب بھی مانگی کوئی دعا
نہیں مانگا کچھ بھی تیرے سوا
میں نے یہ طلب کیا کہ میرا خدا
سبھی راحتیں
سبھی چاہتیں
وہ عطا کرے تجھے منزلیں
یہ طلب کیا کہ میرا خدا
تجھے بخت دے
تجھے تاج دے
تجھے تخت دے
میرے ہم سفر میرے چارہ گر
یہ ہے دوستی کا کٹھن سفر
میرے ساتھ چلنا ذرا سوچ کر
ذرا دیکھ تو میرا حوصلہ
میرے پاس جو بھی وہ ہے تیرا
نہیں اور کچھ بھی تیرے سوا
میری دوستی
میری زندگی
میری خاموشی
میری بے بسی
میرا علم بھی
میرا نام بھی
کہ میری صبح
کہ میری شام بھی
کہ جو مل سکیں میرے دام بھی
وہ سبھی کچھ تجھے عطا کرے
میرے چارہ گر تو یقین تو کر
مجھے مانگنا تو نہ آ سکا
میں نے پھر بھی مانگی یہی دعا
کہ گواہی دے گا میرا خدا
میں نے جب بھی اُس سے طلب کیا
نہیں مانگا کچھ بھی تیرے سوا
Faisals
www.pegham.com
www.Pegham.com
Designed by: Ummid
ہاں! بہت دن ہوئے دُعا کو گئے
جھولیاں بھر کے آ رہی ہو گی
دل پہ اختیار ہوتا
تو تھا
مگر
یہ تیرے اختیار سے پہلے کی بات ہے

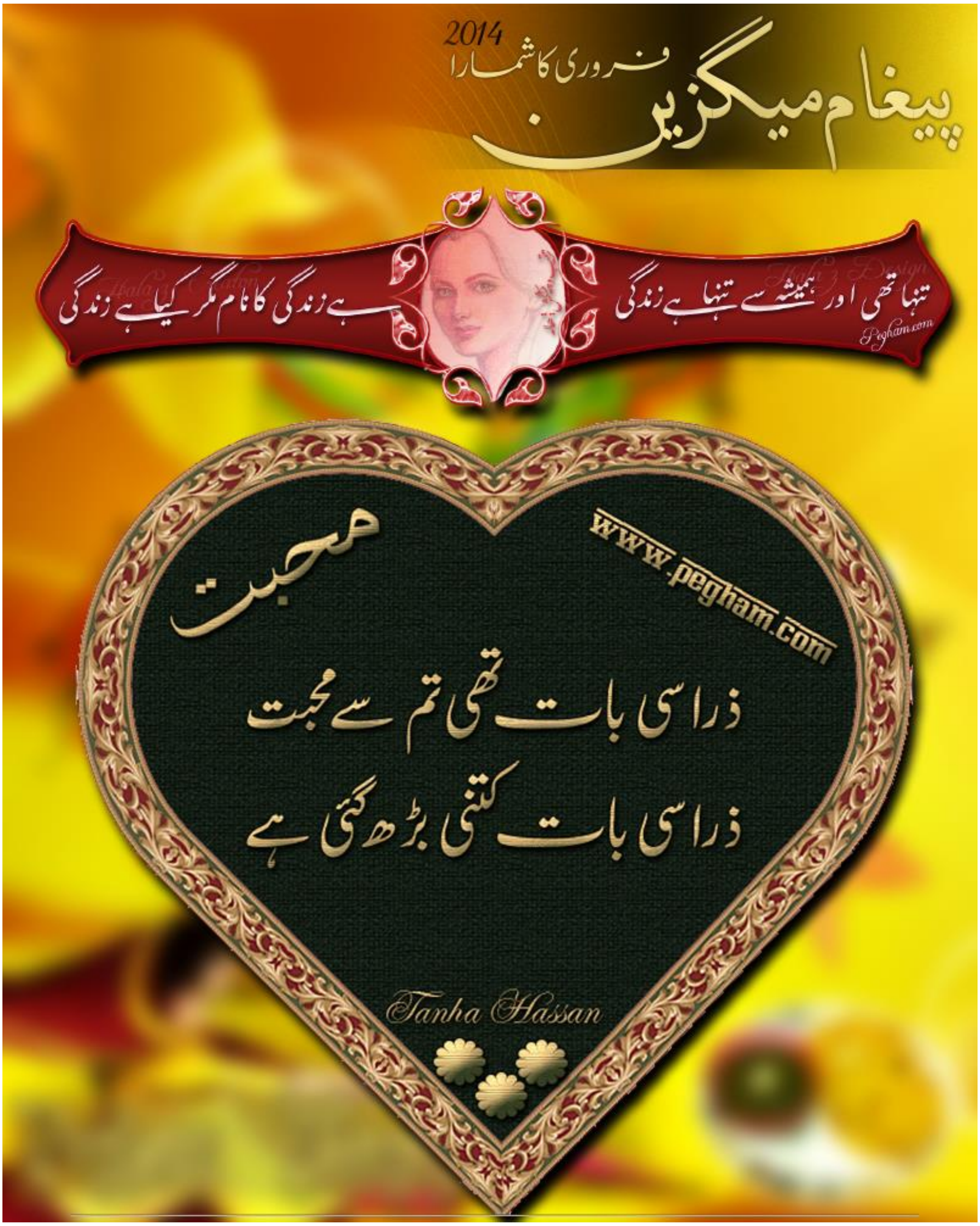

2014
فروری کا شمارا
پیغام میگزین
تنہا تھی اور ہمیشہ سے تنہا ہے زندگی
ہے زندگی کا نام مگر کیا ہے زندگی
Pegham.com
www.pegham.com
محبت
ذرا سی بات تھی تم سے محبت
ذرا سی بات کتنی بڑھ گئی ہے
Tanha Hassan

پیغام میگزین
فروری کا شمارا 2014

بہار آئی

بہار آئی تو جیسے یک بار
لوٹ آئے ہیں پھر عدم سے
وہ خواب سارے، شباب سارے
جو تیرے ہونٹوں پہ مر مٹے تھے
جو مٹ کے ہر بار پھر جیے تھے
نکھر گئے ہیں گلاب سارے
جو تیری یادوں سے مشک بو ہیں
جو تیرے عشاق کا لہو ہیں
اُبل پڑے ہیں عذاب سارے
ملالِ احوالِ دوستاں بھی
خمارِ آغوشِ مہ وشاں بھی
غُبارِ خاطر کے باب سارے
ترے ہمارے
سوال سارے جواب سارے
بہار آئی تو کِھل گئے ہیں
نئے سرے سے حساب سارے

فیض احمد فیض اپریل 1975ء

MR Ikas poetry choice

چلو کہ جشنِ بہار دیکھیں
چلو کہ پھولوں کے ساتھ کھیلیں
چلو کہ خیام کی رباعی کا
کوئی مصرعہ ہی گنگنائیں
چلو کہ شعروں کی کھیتیوں میں
غزل اُگائیں
کہ اس زمیں پر
بجز محبت
کوئی بھی جذبہ امر نہیں ہے
مگر کسی کو خبر نہیں ہے

کب سماں تھا بہار سے پہلے
غم کہاں تھا بہار سے پہلے
ایک ننھا سا آرزو کا دیا
ضوفشاں تھا بہار سے پہلے
اب تماشا ہے چار تنکوں کا
آشیاں تھا بہار سے پہلے
اے مرے دل کے داغ یہ تو بتا
تو کہاں تھا بہار سے پہلے
پچھلی شب میں خزاں کا سناٹا
ہم زباں تھا بہار سے پہلے
چاندنی میں یہ آگ کا دریا
کب رواں تھا بہار سے پہلے
بن گیا ہے سحابِ موسمِ گل
جو دھواں تھا بہار سے پہلے
لُٹ گئی دل کی زندگی ساغر
دل جواں تھا بہار سے پہلے

ساغر صدیقی

pErIsH_BoY
Poetry choice

محبّت روٹھ جاتی ہے
محبّت ٹوٹ جاتی ہے
محبّت میں اداکاری نہیں چلتی
محبّت میں ریاکاری نہیں چلتی
محبّت سچّے جذبوں سے بنا انمول موتی ہے
محبّت زندگی میں فقط اک بار ہوتی ہے
محبّت کانچ کی مانند
محبّت آنچ کی مانند
کہ جوں جوں وقت گزرے تو
یہ ہر پل تیز ہوتی ہے
سلگتی آگ کی مانند
محبّت راگ کی مانند
کہ اس کے سننے والوں پر
عجب مدہوشی چھاتی ہے
محبّت جھلملاتی ہے
چمکتے چاند کی مانند

محبّت ایک مورت ہے
محبّت خوبصورت ہے
یہ مورت سب کو بھاتی ہے
کئی سجدے کراتی ہے
محبّت ریل کی مانند
کہ انجانے مسافر اس کی ہر پل
راہ تکتے ہیں
یہ بس اک بار آتی ہے
اگر یہ چھوٹ جائے تو
مسافر سوگ کرتے ہیں
مسافر روگ کرتے ہیں
محبّت جوگ کی مانند
جسے اک بار لگ جائے
وہ سب کچھ بھول جاتا ہے
محبّت دیوار سے لپٹی اک بیل کی مانند

جو سدا بڑھتی ہی جاتی ہے
محبّت خوشبو کی مانند
جو ہر سو پھیل جاتی ہے
محبّت گنگناتی ہے
سُریلے گیت کے مانند
کسی کے نرم ہونٹوں سے
یہ جب لفظوں کی صورت میں نکلتی ہے
تمنّا پھر مچلتی ہے
محبّت راکھ ہوتی ہے
محبّت پاک ہوتی ہے
محبّت معصوم سا سچ ہے
کہ اس کو بولنے سے روح میں
پاکیزگی سی لوٹ آتی ہے
تبھی تو! محبّت میں اگر کوئی جھوٹ بولے تو
!!!! محبّت روٹھ جاتی ہے۔

نظم

جس بہار نے
من کو مہکایا تھا
وہ کہیں کھو گئی
خوشیاں کے پھول
جو نچھاور کیئے تھے
ساتھ نے تمہارے
مہکتی یاد بن کر
دل میں قید ہیں
خوشیوں کے رنگ
دل پر جو نقش تھے
دھیرے دھیرے اتر گئے
اب اداسیوں کے رنگ گہرے ہیں
دل کی سونی گلیوں میں
یادوں کے رنگوں کی
حکمرانی ہے

پیرش بوائے

غزل

تُو سجود و قیام کے پیچھے !
اور میں ہوں امام کے پیچھے !
سدرۃُ المنتہٰی سے آگے تو !
کیا ہے تیرے مقام کے پیچھے؟
جامِ کوثر کو آشکارا کر !
کونَ مخفی ہے جام کے پیچھے؟
کون ہے لا سے لاالٰہ تک؟
کون ہے اس کلام کے پیچھے؟
لفظِ کُن سے جہاں بنا ڈالا !
بھید کیا تھا تمام کے پیچھے؟
کیا دکھاتا ہے روشنی دے کر؟
کیا چھپاتا ہے شام کے پیچھے؟
کھیل کیسا رچا دیا تُو نے؟
روزِ محشر کے نام کے پیچھے !
مِیم سے پہلے مر گیا امجد !
جب چلا الف لام کے پیچھے !

امجد بخاری

نظم

جہاں میں دل نہیں لگتا

چلو اب ہم چلیں یاروں
جہاں میں دل نہیں لگتا
یہ محفل ہی ستمگر ہے
خدا جس کا ہوا زر ہے
ضرورت جب پڑی سر پر
بکا ایماں یہاں پر ہے
چلو اب ہم چلیں یاروں
جہاں میں دل نہیں لگتا
عداوت کی یہ دنیا ہے
سیاست کی یہ دنیا ہے
محبت میں بناوٹ ہے
ضرورت کی یہ دنیا ہے
چلو اب ہم چلیں یاروں
جہاں میں دل نہیں لگتا
سحر کی بات کیا کرنی؟
ثمر کی بات کیا کرنی؟
حوالوں کی یہ دنیا ہے
ہنر کی بات کیا کرنی؟
چلو اب ہم چلیں یاروں
جہاں میں دل نہیں لگتا

اذاں جس نے کبھی دینی ہے
کہاں جانے وہ ہستی ہے؟
خدا ہر اک یہاں لگتا
کمی ایسی بشر کی ہے
چلو اب ہم چلیں یاروں
جہاں میں دل نہیں لگتا
صحافت میں یہاں الجھ
صداقت میں یہاں الجھ
جہاں دولت کا بھوکا ہے
عبادت میں یہاں الجھ
چلو اب ہم چلیں یاروں
جہاں میں دل نہیں لگتا
عجب مشکل میں ہستی ہے
اسی الجھن میں رہتی ہے
کرے سجدہ یہ کس کس کو؟
خداؤں کی یہ بستی ہے
چلو اب ہم چلیں یاروں
جہاں میں دل نہیں لگتا

امر تنہائی

نام میں کیا رکھا ھے

السلام علیکم پیغام Pegham ساتھیو!

ہم اُمید کرتے ھیں کہ اللہ پاک کے فضل و کرم کے ساتھ آپ ھنسی خوشی زندگی بسر کر رھے ھوں گے اور اور میرے تھرڑیڈز کے شدت سے مُنتظر ھوں گے ..کھی کھی کھی...

آج کل ناموں کا رونا بہت ہے۔۔۔بچے کے پیدا ہونے کی دیر ہے کہ سَو سَو قسم کے نام حاضرِ خدمت ہوتے ہیں۔۔۔(مُسکراتے ہوئے)

آج اِن ناموں کے ہی حوالے سے ہمارا ٹاپک ہے۔۔۔

چلیئے آئیے چلتے ھیں آج کے اِس حسین ٹاپک کی طرف۔۔۔

ہمارے ہاں خان بھائی بڑے حساس ہوتے ہیں۔اندازہ اِس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ہر اہم واقعہ پر بچوں کا نام رکھ دِیا جاتا ہے۔مثلاً زلزلہ خان، ایٹم خان، بجٹ خان۔

سیانے کہتے ہیں کہ جو خان سمندر میں پیدا ہوں تو اُس کا نام سمندر خان ہوتا ہے۔۔۔۔

اور جو دریا میں پیدا ہوا ہو وہ دریا خان اور جو بس میں پیدا ہوا ہو وہ ''نیو خان'' کہلاتا ہے۔

میاں صاحب فرماتے ہیں کہ اس حساب سے تو جو کھانے کے وقت پیدا ہو گا وہ دسترخان ہونا چاہئے۔

مُختلف اقوام کے لوگ اپنی روایات کے مطابق اپنے بچوں کے نام رکھتے ہیں۔ چین ہی کو دیکھ لیں وہاں غلباََ بچے کی پیدائش کے وقت بچے سرھانے بڑی کوئی چیز پھینک دی جائے تو اِس کے گرنے سے جو آواز ہو وہی اُس کا نام رکھ دیا جاتا ہے ۔ **مثلاََ اگر چمچ گِرے تو "چھن چھنگ"**

اگر گلاس گِرے تو "پانگ ٹنگ"

خدانخواسطہ یہ طریقے ہمارے ہاں رائج ہو جائے تو کیا ہوگا؟

ھمارے ہاں بچے کے سرھانے چیزیں ہی بڑی عجیب رکھی ہوتی ہیں۔۔۔مثلاََ لوھے کا ٹکڑا بچے کو ڈر نہ لگے۔

چاول کہ بچے کا سر صحیح بنے۔

خُدا گواہ ہے کہ اگر کوئی ان چیزوں میں کوئی چیز نیچے گرائی جائے تو بچے کا نام بھی وہی رکھا جائے گا....چوھدری دھم ٹھک....

آج کل ہمارے ہاں بلکہ پوری اِسلامی دُنیا میں بچوں کا نام اُسامہ رکھ رہے ہیں۔۔۔۔میرے ایک دوست نے بھی اپنے بچے کا نام اُسامہ رکھا، عقیدت کی اِنتہا دیکھیئے پتا غور کیجے "بن لادن" بھی رکھ دِیا، میں نے کہا آپ کا نام تو سرفراز ہے تو آپ کے بچے کا نام "بن لادن" کیسے ہُوا؟؟ انہوں نے خوفزدہ ہو کر بچے کا نام فوراََ بدل دِیا "اُسامہ بن لادن بن سرفراز"

میرا ایک دوست کھتا ھے کہ نام میں کِیا رکھا ھے۔تو میں نے کھا اگر نام میں کچھ نھیں رکھا تو تُم گدھے کھنے پر مائنڈMind کیوں کرتے ھو۔

آپ کے Reply کے بہت ہی شدّت سے مُنتظر ہیں کیونکہ اِسی طرح ہمیں پتا چلے گا کہ آپ کو ہماری بات کِس حد تک سمجھ آئی ہے۔۔(مُسکراتے ہوئے)

اس تحریر کے لیے ہم Kutkutariyaan کے خاص شکر گزار و مشکور ھیں۔

Special Thanks to.....Kutkutariyaan

☆☆☆

پیغام
seekho aur sikhao

پیغام میگزین
فروری کا شمارا 2014

فقیر بابا
(افسانہ)

ڈاکٹر مقصود حسنی

چوک میں بیٹھے فقیر بابا سے متعلق لوگوں کی مختلف آراء تھیں۔ کوئی اسے محض بھیکاری قرار دیتا تھا۔ کسی کا خیال تھا کہ اس کا ذہنی توازن درست نہیں۔ بیشتر کے خیال میں وہ پہنچا ہوا ولی اللہ تھا۔ مزے کی بات یہ کہ وہ ہر راءے پر پورا اترتا تھا۔ اس لیے کوئی حتمی فیصلہ دیا جانا ممکن نہ تھا۔ اس نے آج تک اپنے متعلق کوئی کلمہ منہ سے نہ نکالا تھا۔ اس کے متعلق علاقہ میں عجیب پراسرایت پائی جاتی تھی۔ اگر کوئی اس سے کچھ پوچھتا تو یہ کہہ کر خاموش ہو

انسان تنہا ہو گیا ہے۔

معاشرے کی بھیڑ میں زندگی کرنے والوں کو تنہا کیسے اور کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے۔ ایسی بات کرنے والے کو دماغی مریض ہی کہا جا سکتا ہے۔ ایک اچھا خاصا طبقہ اسے پاگل سمجھتا تھا۔ بدقسمتی کی بات یہ کہ کبھی کسی نے اس کی پلکوں کی اوٹ میں جھانک کر حقیقت جاننے کی کوشش ہی نہ کی تھی اور نا ہی اس کے منہ سے نکلے لفظوں کی گہرائی ماپنے کی زحمت اٹھائی تھی۔

کل میں اور میرے کچھ دوست ایک پررونق ہوٹل میں بیٹھے چاءے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ ہمارا موضوع کوئی خاص تو نہ تھا۔ وہی اہل زر اور اہل جاہ کی بے حسی اور کم ظرفی کے شکوے گلے کر رہے تھے۔ ہمارے قریب ہی کچھ اور لوگ چاءے سے لطف افروزی کے ساتھ ساتھ سیاست اور جمہوریت کے گیت الاپ رہے تھے۔ لگتا تھا کہ کسی پرچی مانگت نے ان کے منہ میں زیرہ رکھ دیا تھا۔ اسی اثناء میں ایک نو دس سال کا بچہ چاءے لے کر آ گیا۔ کپڑوں کی میل اور بوسیدگی کے عقب سے بھی ذہانت کی چمک جھانک رہی تھی۔ ہم اس ہوٹل سے کئی بار چاءے پی چکے تھے یہی بچہ چاءے سرو کرتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بے بسی ہر بار ہوتی تھی لیکن ہماری بیمار اور خودغرض آنکھوں نے کبھی اسے پڑھنے کی حماقت نہ کی تھی۔ ہم میں سے ہر کوئی اپنے زخموں کا رونا روتا لیکن اس کی بے بسی کا رونا رونے والا کوئی نہ تھا۔

اس روز چاءے کی پیالی میرے حلق سے بمشکل نیچے اتری۔ میرے ضمیر پر ہتھوڑے سے برسنے لگے۔ میں نے سوچا لاکھوں انسانوں کی قربانی دے کر یہ خطہ ارض حاصل کیا۔ ہمارے پرکھوں نے اپنی نسل کے لیے کیا کیا خواب دیکھے ہوں گے۔ یہ کیسی آزادی ہے کہ ہر چھوٹا بڑے کی ہاں میں ہاں ملاءے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ ہر بڑا کسی عالمی وڈیرے کا جی حضوریہ ہے۔ ہونٹوں کی جنبش اپنی ہوتی ہے لیکن ان ہونٹوں پر تھرکنے والے الفاظ اس کے اپنے نہیں ہوتے۔

پھر میں نے سوچا میری بیوی میرے بچے کتنے اکیلے ہیں۔ میں ان کا 'صرف ان کا ہو کر بھی ان کا نہیں۔ میں صبح شام ان کے لیے مشقت کرتا ہوں اور لباس و خوراک ہی کو زندگی سمجھتا ہوں لیکن ترجیحات میری اپنی ہوتی ہیں۔ میرے بچے میری بیوی مجھ سے اپناہیت کا وقتاً فوقتاً اظہار کرتے رہتے ہیں لیکن پس پشت میرے وقار اور میری محنت کا منہ چڑاتے ہیں۔ وہ اسی میں اپنی عافیت محسوس کرتے ہیں۔ میں ان میں زندگی کرتے ہوءے بھی تنہائی کا شکار ہوں۔

پچھلے الیکشنوں میں میرا انماءندہ میرے گھر آیا۔ کہنے لگا میں آپ کا بھائی ہوں۔ ہر آڑے وقت کام آؤں گا۔ مجھے ووٹ دے کر کامیاب کراءیں۔ میرے دروازے آپ پر ہمیشہ کھلے رہیں گے۔ میں نے ووٹ اسے دیا۔ وہ کامیاب بھی ہو گیا۔ میں اسے اس کے گھر مبارک باد کہنے گیا۔ اس کے گھر کی دیواریں بلند ہو چکی تھیں۔ وہ میرے دیس کا باسی ہی نہ رہا تھا۔ اس کا مکان اسی بستی میں تھا وہ محلہ دار ہوتے ہوءے محلہ دار نہ تھا۔

میرا بھائی یہ کہتے نہ تھکتا تھا کہ تم میرے جسم کا حصہ ہو۔ میں تمہارے بغیر ادھورہ ہوں۔ اس کے لفظوں میں شہد سے بڑھ کر مٹھاس تھی لیکن باپ کی جاءداد سے حصہ دیتے وقت سب رشتے بھول گیا۔ وہ مجھے اب بھی ملتا ہے۔ اپنی محبت کا احساس دلاتا ہے لیکن میری بھوک پیاس اور ضرورت سے اس کا کوئی لینا دینا نہیں۔

ماں نے مرتے وقت شمو کا ہاتھ میرے ہاتھ دیا اور تاکید کی کہ اسے کسی محرومی کا احساس نہ ہونے دوں۔ میں نے پندرہ سال ماں کے لفظوں کا پورے خلوص اور دیانت داری سے بھرم رکھا۔ اس کی ہر ضرورت اور ہر خوشی پر اپنا لہو نچھاور کیا۔ وہی شمو جو میری ماں جائی بھی تھی 'سب کچھ بھول کر اپنے ایک کلاس فیلو کے ساتھ مجھے چھوڑ کر چلی گئ۔

لوگ اپنے بچوں پر اپنی جوانی نچھاور کر دیتے ہیں۔ ان کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھتے ہیں۔ ان کے دکھ تکیف میں کھانا پینا اور سونا بھول جاتے ہیں۔ شادی کے بعد وہی بچے انہیں لایعنی بوجھ خیال کرتے ہیں۔ سب کے ہوتے اور سب کچھ اپنا ہوتے ہوءے 'ان کے دامن میں تنہائی کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا۔

فقیر بابا کو میں بھی پاگل سمجھتا تھا۔ میں نے اس کے کہے کے مفاہیم دریافت کرنے کی کبھی کوشش ہی نہیں کی تھی۔ ہوٹل پر کام کرتے بچے کو دیکھ کر احساس ہوا ہے کہ فقیر بابا غلط نہیں کہتا۔ وہ پاگل نہیں 'اس نے تو دنیا کی گل پالی ہے۔ اسی لیے ہر پوچھنے والے کو دنیا کا حقیقی چہرا دیکھاتا ہے کہ انسان تنہا ہو گیا ہے--------تنہا-----------ہاں یکسر تنہا۔

9 مئی 1972

خوابوں کی دنیا

وصی انجم

خواب جو صرف بند آنکھوں تک ہمارا ساتھ دیتے ہیں آنکھیں کھلنے کے بعد وہ ہمارا ساتھ چھوڑ جاتے ہیں وہ خواب صرف خواب رہ جاتے ہیں، ہم کچھ خوابوں کو حقیقت میں بدلنے کی کوشش میں اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیتے ہیں ہم میں اتنا جوش، جذبہ اور جنون ہوتا ہے کہ دنیا کی ہر طاقت سے ٹکرانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں......سپنوں کو حقیقت میں بدلنے کے لیے اتنا بھی آگے نہیں نکلنا چاہیے کہ اپنے سب پیچھے رہ جائیں...اور وہ خواب جب حقیقت بنیں تو خود کو تنہا پائیں ایسی خوشی کا ایسی سپنوں کی تعبیر کا کیا فائدہ جو اپنوں سے دور ہو کر ملے..؟؟.....

خوابوں میں ہم کیا کیا محل بناتے ہیں...اک نئی دینا بساتے ہیں اک نیا جہاں آباد کرتے ہیں...لیکن کبھی کبھی خواب مٹی کے وہ گھروندے بن جاتے ہیں جنہیں حقیقت کی ایک لہر پل بھر میں گرا دیتی ہے....خواب بہت خوشیاں بھی دیتے ہیں خواب اور تصور کی دنیا بہت حسین ہے...سارے عمر جسے ہم پا نہیں سکتے، مل نہیں سکتے خوابوں خیالوں کی بدولت وہ ہر گھڑی ہمارے ساتھ ہوتا ہے...لیکن حقیقت بہت کٹھن ہے، بہت دکھ ہیں یہاں۔

لیکن کسی کی آنکھوں سے یہ سپنے بھی ایسے روٹھ جاتے ہیں جیسے آخری تاریخوں کا چاند اپنی روشنی سمیت رات سے روٹھ جاتا ہے وہ بے خواب آنکھیں بے مہر موسم میں حسرت سے ویران راستوں کو تکتی رہتی ہیں کہ نیند کی دیوی آئے اور ان کے لیے کوئی سندر سا سپنا لائے وہ سپنا جس میں کسی اپنے کا ملن ہو کسی اپنے کا درشن ہو۔

وہ آنکھیں ہر پل سپنوں میں رہنا چاہتی ہیں کیونکہ حقیقت میں ان کے لیے کچھ بھی نہیں وہاں کوئی ساتھ نہیں کوئی پاس نہیں....لیکن خواب وہ سیلاب ہیں جن پر کوئی بند نہیں باندھا جا سکتا سپنے ٹوٹ جاتے ہیں اور ہمیں بہا کر حقیقتی دنیا میں لے آتے ہیں..

اُس دنیا میں جو ایک خاموش، حساس، سادہ انسان کے لیے عذاب کی طرح ہے

عشق

عشق کیا ہے؟ کوئی نہیں جانتا، عشق کیا ہے؟ کوئی نہیں بتا سکتا کہ عشق بیان نہیں کیا جاتا بلکہ محسوس کیا جاتا ہے اور یہ وہ احساس ہے جو الفاظ کے پیرائے میں نہیں ڈھل سکتا بلکہ نظر آتا ہے۔ عشق باطن نہیں عشق ظاہر ہے، عشق اظہار نہیں بلکہ عمل ہے۔ عشق ہی سے کارزارِ ہستی کی بنیاد ہے اور عشق ہی سے کائنات آباد ہے۔

یہی عشق جب سینۂ یعقوبؑ میں بستا ہے تو اپنے بچھڑے ہوئے پسر کی جدائی میں آنکھیں وہ پانی برساتی ہیں کہ اندھی ہو جاتی ہیں اور یہی وہ عشق ہے جو جب نازِ زلیخا بنتا ہے تو ہوس میں ڈھل جاتا ہے مگر جب یہی عشق استقلالِ یوسفؑ بنتا ہے تو زلیخا کے حسن کا جادو بھی اثر نہیں دکھاتا۔

یہی وہ عشق ہے جو جب تیشۂ فرہاد بنتا ہے تو خسرو پرویز کی بیوی شیریں کے دل پر فرہاد کی محبت کا وہ جادو چلاتا ہے کہ وہ بے سدھ ہو جاتی ہے اور یہی عشق پھر فرہاد سے سنگلاخ پہاڑوں سے جوئے شیر نکلوانے پر اکساتا ہے....

عشق میرا ھے دیوانہ ، یہ دیوانہ مستانہ
تیشے کو بنا کے اپنا مقدر لکھے گا نیا افسانہ

یہی وہ عشق ہے جو مرزا کے روپ میں ہو تو اپنے صاحباں کے لیے اپنے جسم کو کٹوانے کی پروا بھی نہیں کرتا اور دیوانہ وار جھومتا ہے:

ھون چل نئی بھگیئے میرئیے کر پیراں ہیٹھ ہوا
اَج ویکھیں سورج کمدا، پئیں سیالیں دھوڑ تمبا

یہی وہ عشق ہے جو رانجھے کے روپ میں ہو تو اپنی جاگیر و جائداد، اپنا رہن سہن، اپنا عیش و تعیش چھوڑ کر ہیر کے گھر کی غلامی قبول کر لیتا ہے اور پھر سیالوں کی ہیر کے دل پر عشق وہ اثر کرتا ہے کہ ہیر خود پکار اٹھتی ہے:

چن ماھی آ، تیری راہ پئی تکنی آں
تاریاں توں پُچھ لے وے چن کولوں پُچھ لے
ساریاں توں پُچھ لے، میں سو نئی سکنی آں

عشق کی یہ ایک خصوصیت ہے کہ دن کا چین اور راتوں کی نیند سب غارت جاتے ہیں اور جب قیس کی صورت میں ہو تو اپنی سادگی اور محبوب کی قربت کے جنون میں اس قدر بے سدھ ہو جاتا ہے کہ دشمنوں اور حاسدوں کی چالیں کارگر ثابت ہوتی ہیں اور سیدھا سادا قیس اپنی لیلیٰ کو وہ کچھ پکار اٹھتا ہے جو اُسے مجنوں بنا کر سنگسار کرا دیتا ہے....

سامنا ھو گیا قیامت کا
لو جنازہ چلا محبت کا

عشق اونچ نیچ، اچھائی برائی، چھوٹے بڑے، ذات پات سے پاک اور مبرا ہے۔ یہی عشق جب گجرات کے کسی محلے کی سوہنی کے من میں جاگے تو اپنے ماہیوال کے لیے وہ چناب کی بپھری ہوئی لہروں کی پروا کیے بغیر ایک کچے گھڑے کے رحم وکرم پر دریا میں چھلانگ لگا دیتی ہے کہ دریا کے اُس پار اُس ماہیوال ہے، لہریں جیت جاتی ہیں، سوہنی غرق ہو جاتی ہے اور عشق کی آگ ایک اور دل کو جلا کر بھسم کر دیتی ہے......

چھلاں کھندیاں تُو نئیں آنا
آساں دوناں نے رُڑھ پُھڑ جانا
ساہ آنا تے پاویں نئیں آنا
سچے عشق نوں داغ نئیں لانا

عشق کی آگ بہت تیز ہوتی ہے۔ یہ عشق جب بابا بھلے شاہ کی من میں جوت جگائے تو پاؤں کے گھنگرو بن کر گلی گلی نچاوے، لوگ بھلے شاہ کو سمجاتے ہیں اور بھلے شاہ کے عشق کو صرف اور صرف ان کا پیر استاد ہی سمجھ سکتا تھا لوگ نہیں!

جِس تن لگیا عشق کمال
ناچے بے سُر تے بے تال

...اور یہی عشق جب کسی مغل شہزادے کے دل میں جاگے تو اپنی ملکہ کے لیے تاج محل کی صورت میں عشق کرنے والوں کی عشق کی جیتی جاگتی تصویر دے جاتا ہے۔ عشق کیا ہے؟ کوئی نہیں جانتا! مانا کہ سچی محبتیں دل کے نہاں خانوں میں چھپ کر ہمیشہ کے لیے امر ہو جاتی ہیں مگر جب یہی محبت جب اپنی شدت اختیار کرتی ہے تو اِسکا الآ ؤ جگر وقلب، وجود و وجدان، روح وتخیل کو جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔ محبوب کی قربت کی امید بھی ہوتی ہے اور نہ ملنے کا وسوسہ بھی! زندگی ہو یا موت، شادی ہو یا غم، خوشی ہو یا اُداسی ہر شے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ عشق تڑپ ہے؟ جلن ہے؟ آس ہے؟ امید ہے؟ عشق کیا ہے کوئی نہ جانے! صرف وہی جانے جس تن لاگے!!!

مری محبوب! اگر مجھے یہ اختیار ہوتا
صیقلِ ہوا پہ میں یوں سوار ہوتا
چیر دیتا فاصلوں کے سنگلاخ سینے
اپنے مقدر کی میں آپ مہار ہوتا
رقم کرتا محبت کی اک نئی داستاں
جو مری محبوب کو محبت پہ اعتبار ہوتا
جیت لیتا ترے جذبات کی ڈوبتی نبضیں
تیری خوشیوں کا تاعمر میں طلبگار ہوتا
مری محبوب! تیرے اک اک زخم کی دوا ہوتا
پورے نہ کرتا اپنے عہد تو شرمسار ہوتا
مری محبوب! ترے دل کو جیتوں گا اپنی محبت سے
تیر یہ محبت کا ضرور جگر کے پار ہوتا

مسعود

امرتِ کور

بقیہ حصہ

میں نے وہ رومال اس کے ہاتھ سے لے کر سر پر باندھ لیا اور پھر ہم تینوں اس ہال میں جا پہنچے۔ مرد حضرات ایک طرف اور خواتین ایک طرف بیٹھی ہوئی تھیں۔ ہمارے اندر داخل ہوتے ہی کچھ لوگ ہماری طرف متوجہ ہوئے، پھر وہ اس طرف متوجہ ہو گئے جہاں سیوادار موجود تھا۔ اس کے آگے گروگرنتھ صاحب پڑی تھی اور وہ چھور صاحب ہلا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد ایک مذہبی آدمی جسے وہ لوگ گیانی کہتے تھے آ گیا۔ وہ دھیمے لہجے میں تقریر کرنے لگا۔ ہم مردوں کی طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے اس کی کچھ سمجھ آئی، کچھ نہ آئی اور پھر مجھے سمجھنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ کچھ دیر بعد اس کی تقریر ختم ہو گئی تو لوگ دعائیہ انداز میں کھڑے ہو گئے، انہوں اپنے ہاتھ جوڑے اور جذب کے عالم میں اپنی اپنی دعا پڑھنے لگے۔ میں ان سب کی طرف دیکھنے لگا۔ ایک سپر طاقت کو ہر کوئی مانتا ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ ہر کوئی اپنے انداز سے مانتا ہے۔ ہر مذہبی آدمی یہی خیال کرتا ہے کہ وہ سچ کی راہ پر ہے۔ اب سچ کیا ہے۔ اس کی تحقیق بہت کم لوگ کرتے ہیں۔ کچھ ہی دیر بعد وہ دعائیہ دورانیہ بھی ختم ہو گیا تو لوگ آرام دہ حالت میں آ گئے۔

''اب کیا ہو گا؟'' میں نے پوچھا۔

''اب لنگر تقسیم ہو گا۔ ایک دوسرا کمرہ ہے۔ لوگ ادھر زمین پر بیٹھ جائیں گے اور لنگر......'' یہ کہتے ہوئے وہ ایک دم سے خاموش ہو گیا۔ پھر سرسراتے ہوئے انداز میں بولا۔ ''وہ......امرت کور......وہ سامنے......جو ابھی ہال میں داخل ہوئی ہے۔ وہ جس نے سفید لباس پہنا ہوا ہے''۔

ایک دم سے میرا خون کا دورانیہ تیز ہو گیا۔ میں نے داخلی دروازے کی طرف دیکھا۔ قابل رشک صحت کی مالک، ایک لمبے قد کی خاتون سب سے بے نیاز دھیمے قدموں سے چلتی ہوئی اس جانب بڑھ رہی تھی، جہاں منجی صاحب کے اوپر گروگرنتھ صاحب دھری ہوئی تھی اور سیوادار چھور صاحب ہلا رہا تھا۔ کسی نے بھی اس کی آمد کا نوٹس نہیں لیا تھا۔ یوں جیسے وہ اس سارے ماحول میں فالتو شے ہے۔ جیسے اس کا ہونا اور نہ ہونا ایک برابر ہے۔ میں نے غور سے اس کی طرف دیکھا۔ بلاشبہ اپنے دور میں وہ بہت خوبصورت خاتون رہی ہو گی۔ اچھا خاصہ قد کاٹھ، پتلی سی، گورے رنگ کی، سفید لباس میں مزید دمک رہی تھی، اس کے سارے بال چھپے ہوئے تھے۔ چہرے کے نقوش تیکھے، آنکھیں بڑی بڑی اور تیکھی چتون، گہری نیلی آنکھیں، جن میں سے تجسس اور ماورایت جھلک رہی تھی۔ تیکھا ناک، پتلے پتلے لب، گول چہرہ، لمبی گردن اور جسم کی ساخت ڈھیلے ڈھالے لباس میں چھپی ہوئی تھی۔ کسی نے اگر اس کی آمد کا نوٹس نہیں لیا تھا تو وہ بھی سب سے بے نیاز تھی۔ وہ سیدھی وہاں گئی ہاتھ میں پکڑا ہوا کٹورہ ایک طرف زمین پر رکھا اور اونچی آواز میں بولی۔

''آدہ سچ، جگاد سچ ...... ہے بھی سچ ...... نانک ہوسی بھی سچ ......''

(وہ ازل سے سچا ہے اور ابد میں بھی سچا ہے۔ اصل میں وہ ہے ہی سچا۔ نانک وہ ہمیشہ سچ ہی ثابت ہو گا۔)

یہ کہہ کر اس نے گروگرنتھ صاحب کے آگے سجدے کی سی حالت میں ماتھا ٹیک دیا۔ چند لمحے وہ اسی حالت میں رہی، پھر اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر سینے کے برابر کر لیے تھے۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور نہ جانے کیا سوچ چلی جاری تھی، دعا مانگ رہی تھی، مناجات پڑھ رہی تھی، یا حمد کہہ رہی تھی، اس کے لب دھیرے دھیرے ہل رہے تھے۔ وہ جو بھی پڑھ رہی تھی مگر اس کا جذب متاثر کن تھا۔ اتنے لوگوں کے درمیان بھی وہ تنہا تھی، اس کو دیکھ کر یوں لگ رہا تھا کہ جیسے یہ سب اس کی نگاہ میں کچھ بھی نہیں ہے اور وہ ویرانے میں کھڑی اپنے رب کی حمد وثناء کر رہی ہے۔ اس کا جذب دیکھ کر لگتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو فنا کر چکی ہے۔ یہ فنائیت کیسی تھی؟ اس کے بارے میں بھلا کیا کہا جا سکتا تھا۔ تب اچانک وہ اونچی آواز میں بڑے نرم لہجے میں بولی۔

''سنجوگُ وجوگُ دوءِ کار چلاوہِ
لیکھے آوہِ بھاگ
آدیسُ تِسَے آدیسُ......''

(وصل اور ہجر دونوں ہی اس دنیا کے کام چلاتے ہیں ہماری قسمت میں جو مقدر لکھ دیا گیا ہے، وہی ہمیں ملنا ہے۔)

اس نے جو کہا تھا، وہ فوری طور پر میری سمجھ نہیں آیا تھا۔ میں نے تجسس آمیز نگاہوں سے بھان سنگھ کی طرف دیکھا تو وہ بولا۔

''یہ اس نے گروگرنتھ صاحب کے ابتدائی حصے میں سے گرونانک جی مہاراج کا کلام پڑھا ہے''۔ یہ کہہ کر اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر بولا۔ ''اب ایسے کرو آہستہ سے باہر نکلو، تاکہ ہم امرت کور کے باہر نکلنے سے پہلے نکل جائیں''۔

وہاں موجود لوگ آہستہ آہستہ باہر نکل رہے تھے۔ چند منٹوں میں بڑے سکون سے ہال کے باہر آگئے۔ وہاں اردگرد کافی لوگ موجود تھے۔ بھان سنگھ ان سے مل رہا تھا۔ وہ گاؤں والے ہی تھے اور اس کی خیر و عافیت سے واپس آجانے پر خوش تھے۔ ظاہر ہے میں ان کے لیے اجنبی تھا، وہ میرے بارے میں بھی متجسس تھے۔ مصافحہ کرنے کی حد تک میں ان سے ہاتھ ملاتا رہا۔ ہر مرد یا خاتون اپنے اپنے انداز میں باتیں کر رہی تھیں، لیکن ان کی طرف میرا دھیان نہیں تھا۔ میں تو امرت کور کے باہر نکلنے کا منتظر تھا۔ وہ کب باہر آتی ہے اور میں اس کے سامنے جا کر اپنے سر پر پیار لیتا ہوں۔ ایسا ہی کچھ حال بھان سنگھ کا بھی تھا۔ وہ تھوڑی بہت بات کر کے انہیں لنگر خانے کی طرف جانے کی راہ دکھا رہا تھا۔ اس وقت بھی ہمارے پاس کچھ لوگ کھڑے باتیں کر رہے تھے، جب امرت کور ہال سے باہر نکلی، وہ مست الست حالت میں ننگے پاؤں باہر آئی۔ وہ صحن بھی گرودوارے کا ایک حصہ ہی تھا۔ بھان سنگھ نے مجھے ٹہوکا دیا تو میں فوراً اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ اس نے اپنی گہری نیلی آنکھوں سے میری طرف دیکھا۔ ایک لمحے کے لیے ان آنکھوں میں اجنبیت تھی۔ پھر اگلے ہی لمحے اس کے چہرے پر خوشی کا سورج طلوع ہو گیا۔ ساکت و صامت، جذبات سے بے نیاز چہرے پر جیسے خوشیاں پوری طرح آکر رقص کناں ہو گئی تھیں۔ سفید چہرہ ایک دم سے سرخ ہو گیا۔ پلکوں سے لے کر گالوں تک سے خوشی پھوٹنے لگی تھی۔ وہ اس قدر خوشی سے بھرپور تھی کہ دھیرے دھیرے لرزنے لگی۔ وہ بنا پلکیں جھپکائے ایک ٹک میری طرف دیکھتی چلی جا رہی تھی۔ اس کے ہونٹ ہولے ہولے لرزنے لگے تھے۔ جیسے وہ کچھ کہنا چاہتی ہے مگر کہہ نہیں پا رہی ہے۔ اس کے پاؤں جیسے زمین نے باندھ لیے تھے۔ وہ بت بنی میری جانب دیکھے چلی جا رہی تھی۔ کتنے ہی لمحے اسی حالت میں گزر گئے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اس وقت میں امرت کور کی حالت دیکھ کر اندر سے خوف زدہ ہو گیا تھا کہ یہ کیا ہو گیا ہے اسے؟ ممکن ہے میری طرح کچھ اور لوگوں نے بھی یہ محسوس کیا ہو۔ مگر میں اس وقت امرت کور کے ٹرانس میں تھا۔ یوں جیسے اس کی تیز چمکتی ہوئی گہری نیلی آنکھوں نے مجھے باندھ لیا ہو۔ اس حالت میں چند منٹ گزر گئے۔ تبھی اس نے اپنا ہاتھ دھیرے دھیرے اٹھایا اور میرے سر پر رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ آسمان کی طرف دیکھ کر بولی۔

''واہ گرو دی جے۔ اتے واہ گرو دی فتح''۔ پھر میری طرف دیکھ کر بولی۔ ''تجھے آنا ہی تھا آ گیا ہے نا تو میرے بچے رب نے میری سن لی......اور سب سچ کر دیا جو میں چاہتی تھی۔ تُو آ گیا......''

یہ کہتے ہوئے اس نے پھر سے اپنا ہاتھ میرے سر پر سے اٹھایا۔ پھر دوں ہاتھ یوں بڑھائے جیسے کوئی ماں اپنے بچے کو گود میں لینا چاہتی ہے۔ میں ایک لمحے کو جھکا پھر میں آگے بڑھ گیا۔ اس نے زور سے پیار بھری شدت کے ساتھ مجھے بھینچ لیا۔ میں اس کے سینے کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ اس میں سے ایک الگ خوشبو کا احساس میرے اندر سرائیت کر گیا۔ وہ بالکل ایک انوکھی مہک تھی، جسے میں کوئی نام نہیں دے پاتا ہوں اور نہ ہی اس کی کوئی مثال میرے سامنے تھی۔ اس کا دل اس قدر تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ جیسے ابھی سینے سے نکل کر باہر آجائے گا۔ چند لمحوں تک وہ مجھے اپنے ساتھ بھینچے رہی، پھر آہستگی کے ساتھ چھوڑتے ہوئے میرے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں لے لیا۔ میری طرف دیکھتی رہی۔ پھر مسکراتے ہوئے زور سے بولی۔

رائیں سائیں سبھیں تھائیں، رب دیاں بے پروائیاں......
سوہنیاں پرے ہٹایاں نیں تے کوجھیاں لے گل لائیاں......
جیہڑا سانوں سید سدے، دوزخ ملن سزائیاں......

جو کوئی سانوں رائیں آکھے، بہشتیں پینگھاں پائیاں......
جے تو لوڑیں باغ بہاراں چاکر ہو جا رائیاں۔

حضرت بلھے شاہ سرکار کے کلام میں سے آگے پیچھے کر کے اس نے بڑے رسان سے پڑھا اور پھر میرے چہرے کو اس نے چھوڑ دیا۔ پھر جیسے اسے کچھ یاد آ گیا۔ وہ تیزی سے واپس ہال کی طرف پلٹی اور تیز تیز قدموں سے اندر چلی گئی۔ میں نے ساتھ کھڑے بھان سنگھ کی طرف حیرت سے دیکھا تو وہ مجھ سے بھی زیادہ حیرت میں ڈوبا ہوا کھڑا تھا۔ اس کی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں اور چہرے پر انتہائی تجسس پھیلا ہوا تھا۔ ایسی ہی حالت وہاں پر کھڑے چند خواتین و حضرات کی بھی تھی وہ سب تجسس حیرت اور تعجب سے میری طرف دیکھ رہے تھے۔ ان کے چہروں پر بھان سنگھ سے بھی زیادہ سوالات پڑھے جا سکتے تھے۔

میں کافی حد تک پریشان ہو گیا۔ کیونکہ سب کی نگاہیں مجھ پر لگی ہوئی تھیں اور کوئی ایک لفظ بھی نہیں کہہ پا رہا تھا۔ میرے پاس کوئی لفظ نہیں تھے کہ میں کچھ کہتا۔ وہاں جو بھی تھے سب ٹرانس کی حالت میں تھے۔ جیسے کسی نے ان پر جادو کر دیا ہو۔ وہ حیرت سے تکے جا رہے ہیں۔ اس سے پہلے کہ کوئی بات کرتے امرت کور اسی تیزی سے واپس پلٹ آئی۔ اس کے ہاتھ میں وہی کٹوری تھی جو وہ اپنے ساتھ لے کر آئی تھی۔ اس میں زرد رنگ کا حلوہ تھا۔ اس نے اپنی دو انگلیوں اور انگوٹھے سے ذرا سا حلوہ لیا اور میری طرف بڑھایا تا کہ میں کھا لوں۔ میں ایک لمحے کو جھجکا پھر وہ حلوہ کھا لیا۔ بہت لذیذ حلوہ تھا۔ وہ سوجی، آٹے کا حلوہ تھا۔

اس نے مجھے دو چار لقمے کھلائے، پھر کٹوری بھان سنگھ کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔

''لے پتر کھا......! میٹھی مراد دی ہے تو میٹھی مراد پا...... جب تک میں نہ کہوں......اسے یہاں سے جانے نہ دینا۔ واہ گرو کی مہر ہو تم پر......''۔

اس نے کہا چند لمحے میری طرف دیکھا اور پھر بے نیازی سے گردوارے سے باہر نکلتی چلی گئی۔ میرے سمیت سب اسے حیرت سے دیکھتے رہے جب تک وہ باہر نہیں چلی گئی۔ تبھی ایک بوڑھی سی خاتون شدت جذبات میں بولی۔

''واہ پتر واہ......! تجھ میں ایسی کیا بات ہے جو اتنے برس کی خاموشی توڑ دی امرت کی۔ آج پہلی بار اسے یوں بولتے ہوئے سنا ہے''۔

اس کے یوں کہنے پر میں بری طرح چونک گیا۔ مجھ میں ایسی کون سی بات ہو سکتی ہے کہ وہ مجھے دیکھ کر اپنی خاموشی توڑنے پر مجبور ہو گئی ہے؟ میرے پاس اس سوال کا جواب نہیں تھا، لیکن میرے اردگرد کھڑے لوگ اپنے اپنے طور پر تبصرہ آرائی کرنے لگے تھے۔ میں ان سب کی نگاہوں میں تھا۔ یہ ضروری نہیں تھا کہ میرے لیے سب کی نگاہوں میں مثبت انداز ہی ہو۔ وہ اپنے طور پر پتہ نہیں کیا سوچ رہے تھے۔ تبھی بھان سنگھ نے میرے بازو سے مجھے مضبوطی کے ساتھ پکڑا اور گردوارے کے باہر چلنے کا اشارہ کیا۔ میں تیزی کے ساتھ چل پڑا۔ اپنے جوتے اٹھا کر پہنے اور گردوارے کے باہر آ کر میں نے ایک طویل سانس لیا۔

''یہ کیا ہو گیا یار......؟'' بھان سنگھ نے یوں پوچھا جیسے یہ سب کچھ اس کی سمجھ میں نہ آیا ہو۔ تب میں نے اپنے حواس بحال کرتے ہوئے کہا۔

''میں کیا کہہ سکتا ہوں یار......! جب تُو کچھ نہیں سمجھ سکا تو مجھے کیا سمجھ آئی ہو گی''۔

''یہ تو انہونی ہو گئی یار، وہ اتنے برس صرف اس ہال میں شری گرنتھ صاحب کے سامنے ہی بولی ہے۔ کبھی کسی نے باہر اسے بولتے ہوئے نہیں سنا، اور پھر ان شبدوں پر غور کرو، جو اس نے تم سے کہے......ضرور اس میں کوئی بات ہے۔ ان شبدوں میں، تم میں......اور میں اس کی خاموشی ٹوٹنے میں کوئی تعلق کوئی رشتہ ضرور ہے''۔ اس کی حیرت ابھی تک کم نہیں ہوتی تھی۔

''دیکھ بھان......! اب اگر تمہاری اس مذہبی محفل میں مطلب اردواس میں تمہاری ضرورت ہے تو تم جاؤ اندر، میں حویلی تک چلا جاؤں گا۔ واپس آؤ گے نا تو اس پر بات کرتے ہیں''۔ میں نے اس کا دھیان بٹانے کے لیے کیا۔ کیونکہ مجھے بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا تو میں اس کے ساتھ کیا بحث کرتا۔ اس وقت میں خود تنہائی کی شدت سے طلب محسوس کر رہا تھا۔ بھان نے میرے چہرے پر دیکھا۔ پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔

''نہیں......! دونوں چلتے ہیں حویلی......وہیں بات کرتے ہیں''۔ اس نے کہا تو ہم دونوں حویلی کی جانب چل دیئے۔ ہمارے ساتھ ایک انجانی خاموشی بھی چل دی۔

+ + +

''بھان......! وہ سنت ہے، سادھو ہے، گیانی ہے یا درویش......جو کچھ بھی تم اسے کہہ لو، وہ کچھ ہے ایسی ہی چیز''۔ میں نے کچھ کچھ سمجھتے ہوئے امرت کور پر تبصرہ کیا۔ ہم دونوں حویلی کے درمیان میں آ بیٹھے تھے اور ملازم سے چائے لانے کا کہہ کر وہیں باتیں کرنے لگے تھے۔

''میں بھی یہ بات سمجھ رہا ہوں۔ کیونکہ اس نے پنجابی شاعر بلھے شاہ کا جو کلام پڑھا ہے نا، اس میں وہی تمہارا مسئلہ ہے۔ کلام سنا کر اس نے یہ باور کرا دینے کی کوشش کی ہے کہ وہ تمہارے مسئلہ سمجھ گئی ہے، لیکن......'' یہ کہتے ہوئے وہ خاموش ہو گیا پھر میری طرف دیکھ کر بولا۔ ''لیکن جو اس نے دوسرا کہا ہے وہ کیا ہے؟ اس کی سمجھ تو آنی چاہیے نا؟''

''بالکل......! میں خود اس تجسس میں ہوں۔ باقی میں بھی تو تیری طرح ہی ہوں''۔ میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اصل میں ان کا سمجھنا اس لیے ضروری ہو گیا ہے کہ شام ہونے سے پہلے پہلے پورے گاؤں میں یہ خبر پھیل جائے گی کہ امرت کور کی خاموشی ٹوٹ گئی ہے۔ کیسے ٹوٹی، کیوں ٹوٹی......اس کے ساتھ ہی تُو اور میں زیر بحث آئیں گے۔ لوگ ہم سے پوچھیں گے، تو ہم کیا جواب دیں گے''۔

جاری ہے---

پیغام میگزین
فروری کا شمارا
2014
موسمِ بہار کے رنگ

2014
فروری کا شمارا
پیغام میگزین

Piyari Komal

Symbol of happiness & care,
Be with me no matter what comes later,While fleeting in life
they are the new worlds, A saying ' friends are not life
but its part'. I want to say something before i will take part,
You are the reason of my smile & laughter,You have filled
my life with great beautiful colours,
I am very much lucky to have you, i wanted to share,
In all the years to come i want you to remember,
You are the reason of my being happily ever after

Rabi

Piyari Haya

Never try to walk alone in life
As always remember a friend is still thinking about you
A friend is being worried for you A friend accepts you
as his precious person.A friend wanna stay beside
of you at every situation

Rabi

I Am In Love
Dedication
To his Wife

میں اپنا آج اپنا کل تمھارے نام کرتا ہوں
میں اس جیون کا ہر ایک پل تمھارے نام کرتا ہوں
میرا گزرا ہوا کل میرے ماضی کا حصّہ ہے
میں اپنا آج اپنا کل تمھارے نام کرتا ہوں
خزاں، سردیاں، گرمی بہاریں، بارشیں، جاڑا
میں ہر موسم کا ہر ہر پل تمھارے نام کرتا ہوں
تمارے دکھ، اداسی، غم، سبھی رنج والم لے کر
میں یہ خوشیوں بھری چھاگل تمھارے نام کرتا ہوں
ستارے آسماں کے سب تمھاری مانگ میں بھر کر
شبِ طیراہ کا سب کاجل تمھارے نام کرتا ہوں
تمارے بن یہ ہر ایک پل مجھے بے چین رکھتا ہے
میں اپنا دل جو ہے بے کل تمھارے نام کرتا ہوں
برستا بھیگتا موسم ہے کمزوری میری لیکن
میں یہ ساون، گھٹا، بادل، تمھارے نام کرتا ہوں

پیغام میگزین
فروری کا شمارا 2014
The Driver Dedication
to Miss HALA
www.pegham.com
THE DRIVER'S ART
پیغام
وہ بے دردی سے سر کاٹے امیر اور میں کہوں ان سے
حضور آہستہ آہستہ جناب آہستہ آہستہ
DEDICATED TO HONORABLE " HALA "

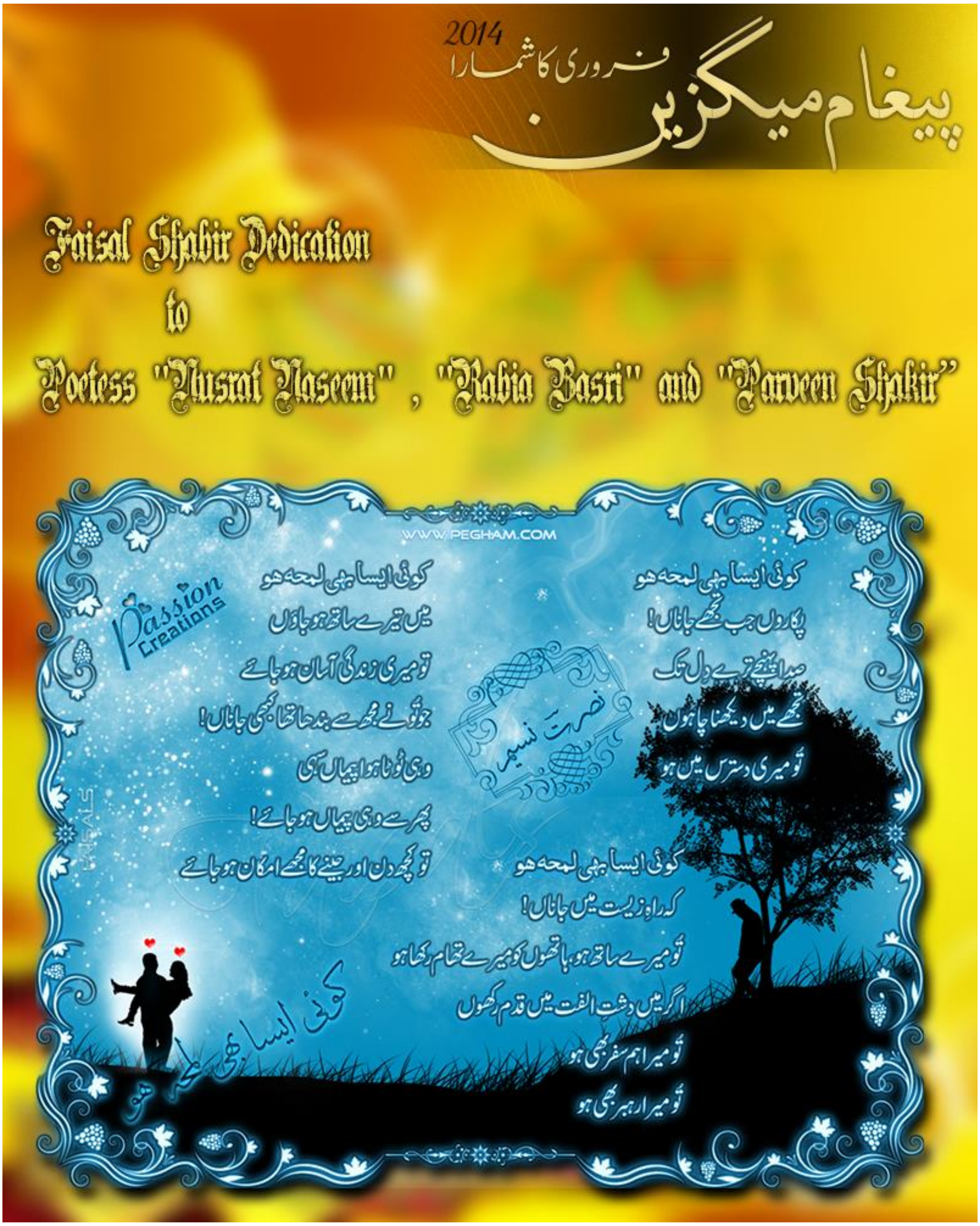

پیغام میگزین
2014 فروری کا شمارا
Faisal Shabir Dedication
to
Poetess "Nusrat Naseem" , "Rabia Basri" and "Parveen Shakir"
WWW.PEGHAM.COM
Passion Creations
نصرت نسیم
کوئی ایسا بھی لمحہ ہو
پکاروں جب تجھے جاناں!
صدا پہنچے ترے دل تک
تجھے میں دیکھنا چاہوں
تُو میری دسترس میں ہو
کوئی ایسا بھی لمحہ ہو
کہ راہِ زیست میں جاناں!
تُو میرے ساتھ ہو، ہاتھوں کو میرے تھام رکھا ہو
اگر میں دشتِ الفت میں قدم رکھوں
تُو میرا ہم سفر بھی ہو
تُو میرا رہبر بھی ہو
کوئی ایسا بھی لمحہ ہو
میں تیرے ساتھ ہو جاؤں
تو میری زندگی آسان ہو جائے
جو تُو نے مجھ سے بندھا تھا کبھی جاناں!
وہی ٹوٹا ہوا پیماں سہی
پھر سے وہی پیماں ہو جائے!
تو کچھ دن اور جینے کا مجھے امکان ہو جائے
کوئی ایسا بھی لمحہ ہو

Saa Rah dedication
To All Old Pegham Members

دائم خیالِ دائم میں ہے پنہاں خیالِ یار
مستی و جذب کا ہُوا ساماں خیالِ یار
ہر پل تصورات کی محفل سجی رہی
ہر ہر خیال میں رہا نمایاں خیالِ یار
دھونی رما کہ بیٹھ گیا ہے وہاں فقیر
آیا نظر جہاں اُسے وجداں خیالِ یار
چاہا ہزار بار کروں ضبط خیال پر
لیکن ہُوا نہ مجھ سے گریزاں خیالِ یار
دائم وہ کیوں نہ وجد میں آٹھوں پہر رہے
جس کے خیال میں رہے رقصاں خیالِ یار

اسی غفلت سے بچنے کی طرف توجہ دلانے کے لئے یہ نظم لکھی گئی ہے۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کے حقوق اور اپنے فرائض سمجھنے کی توفیق دے آمین۔

میرے بچو، گر تم مجھ کو بڑھاپے کے حال میں دیکھو
اُکھڑی اُکھڑی چال میں دیکھو
مشکل ماہ و سال میں دیکھو
صبر کا دامن تھامے رکھنا
کڑوا ہے یہ گھونٹ پہ چکھنا
اُف "نہ کہنا، غصے کا اظہار نہ کرنا"
میرے دل پر وار نہ کرنا

ہاتھ مرے گر کمزوری سے کانپ اٹھیں
اور کھانا، مجھ پر گر جائے تو
مجھ کو نفرت سے مت تکنا، لہجے کو بیزار نہ کرنا

بھول نہ جانا ان ہاتھوں سے تم نے کھانا کھانا سیکھا
جب تم کھانا میرے کپڑوں اور ہاتھوں پر مل دیتے تھے
میں تمہارا بوسہ لے کر ہنس دیتی تھی
کپڑوں کی تبدیلی میں گر دیر لگا دوں یا تھک جاؤں
مجھ کو سُست اور کاہل کہہ کر، اور مجھے بیمار نہ کرنا
بھول نہ جانا کتنے شوق سے تم کو رنگ برنگے کپڑے پہناتی تھی
اک اک دن میں دس دس بار بدلواتی تھی

Dedication
Sheen

میرے یہ کمزور قدم گر جلدی جلدی اُٹھ نہ پائیں
میرا ہاتھ پکڑ لینا تم ،تیز اپنی رفتار نہ کرنا
بھول نہ جانا، میری انگلی تھام کے تم نے پاؤں پاؤں چلنا سیکھا
میری باہوں کے حلقے میں گرنا اور سنبھلنا سیکھا

جب میں باتیں کرتے کرتے، رُک جاؤں ،خود کو دھراوں
ٹوٹا ربط پکڑ نہ پاؤں، یادِ ماضی میں کھو جاؤں
آسانی سے سمجھ نہ پاؤں، مجھ کو نرمی سے سمجھانا
مجھ سے مت بے کار اُلجھنا، مجھے سمجھنا
اکتا کر، گھبرا کر مجھ کو ڈانٹ نہ دینا
دل کے کانچ کو پتھر مار کے کرچی کرچی بانٹ نہ دینا
بھول نہ جانا جب تم ننھے منے سے تھے
ایک کہانی سو سو بار سنا کرتے تھے
اور میں کتنی چاہت سے ہر بار سنایا کرتی تھی
جو کچھ دھرانے کو کہتے، میں دھرایا کرتی تھی

اگر نہانے میں مجھ سے سُستی ہو جائے
مجھ کو شرمندہ مت کرنا، یہ نہ کہنا آپ سے کتنی بُو آتی ہے
بھول نہ جانا جب تم ننھے منے سے تھے اور نہانے سے چڑتے تھے
تم کو نہلانے کی خاطر
چڑیا گھر لے جانے میں تم سے وعدہ کرتی تھی
کیسے کیسے حیلوں سے تم کو آمادہ کرتی تھی

اگر میں جلدی سمجھ نہ پاؤں،وقت سے کچھ پیچھے رہ جاؤں
مجھ پر حیرت سے مت ہنسنا،اور کوئی فقرہ نہ کسنا
مجھ کو کچھ مہلت دے دینا شائد میں کچھ سیکھ سکوں
بھول نہ جانا
میں نے برسوں محنت کر کے تم کو کیا کیا سکھلایا تھا
کھانا پینا،چلنا پھرنا،ملنا جلنا،لکھنا پڑھنا
اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے اس دنیا کی ، آگے بڑھنا

میری کھانسی سُن کر گر تم سوتے سوتے جاگ اٹھو تو
مجھ کو تم جھڑکی نہ دینا
یہ نہ کہنا،جانے دن بھر کیا کیا کھاتی رہتی ہیں
اور راتوں کو کُھوں کھوں کر کے شور مچاتی رہتی ہیں
بھول نہ جانا میں نے کتنی لمبی راتیں
تم کو اپنی گود میں لے کر ٹہل ٹہل کر کاٹی ہیں

اگر میں کھانا نہ کھاؤں تو تم مجھ کو مجبور نہ کرنا
جس شے کو جی چاہے میرا اس کو مجھ سے دور نہ کرنا
پرہیزوں کی آڑ میں ہر پل میرا دل رنجور نہ کرنا
کس کا فرض ہے مجھ کو رکھنا
اس بارے میں اک دوجے سے بحث نہ کرنا
آپس میں بے کار نہ لڑنا
جس کو کچھ مجبوری ہو اس بھائی پر الزام نہ دھرنا

اگر میں اک دن کہہ دوں عرشیؔ، اب جینے کی چاہ نہیں ہے
یونہی بوجھ بنی بیٹھی ہوں، کوئی بھی ہمراہ نہیں ہے
تم مجھ پر ناراض نہ ہونا
جیون کا یہ راز سمجھنا
برسوں جیتے جیتے آخر ایسے دن بھی آجاتے ہیں
جب جیون کی روح تو رخصت ہو جاتی ہے
سانس کی ڈوری رہ جاتی ہے
شائد کل تم جان سکو گے، اس ماں کو پہچان سکو گے
اگرچہ جیون کی اس دوڑ میں، میں نے سب کچھ ہار دیا ہے
لیکن، میرے دامن میں جو کچھ تھا تم پر وار دیا ہے
تم کو سچا پیار دیا ہے
جب میں مر جاؤں تو مجھ کو
میرے پیارے رب کی جانب چپکے سے سرکا دینا
اور، دعا کی خاطر ہاتھ اُٹھا دینا

میرے پیارے رب سے کہنا، رحم ہماری ماں پر کر دے
جیسے اس نے بچپن میں ہم کمزوروں پر رحم کیا تھا
بھول نہ جانا، میرے بچو
جب تک مجھ میں جان تھی باقی
خون رگوں میں دوڑ رہا تھا
دل سینے میں دھڑک رہا تھا
خیر تمہاری مانگی میں نے
میرا ہر اک سانس دعا تھا

Love your parents

We are so busy growing up
that we often forget that
they too are growing old

پاکستانی کرکٹ ٹیم کے 2013 کے ون ریکارڈ ز

تحریر: مبشر اقبال (فکاس)

سال 2013 پاکستان کی ون ڈے کرکٹ کا ایک تاریخی سال تھا۔ پاکستان کے نوجوان کھلاڑیوں نے کئی ریکارڈز قدموں تلے روندتے ہوئے پوری دنیا میں ملک کا نام روشن کیا اور قوم کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ ذیل میں ایسے ہی کچھ ریکارڈز درج کئے جا رہے ہیں جنہیں پڑھ کر یقیناً آپ کو بھی بہت مسرت ہوگی۔

2013 کا سال پاکستان ون ڈے کیلئے ہمیشہ یادگار رہے گا کیونکہ یہی وہ سال ہے جب پاکستان نے پہلی مرتبہ ساؤتھ افریقہ کو اسی کی سرزمین پر ون ڈے سیریز میں شکست دے کر ایک نئی تاریخ رقم کی۔

ہندوستان کو اس کی اپنی سرزمین پر شکست دینا بالکل بھی آسان کام نہیں مگر نوجوان پاکستانی شاہینوں نے سال کا آغاز ہی اس عظیم الشان فتح سے کیا اور ورلڈ چیمپئن انڈین ٹیم کو اس کے گھر میں شکست دے کر قوم کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ واضح رہے کہ انڈین ٹیم پورے سال میں ایک ہی ہوم سیریز ہاری ہے اور وہ بھی پاکستان سے۔

پاکستان نے 2013 میں سات ون ڈے سیریز جیتیں۔ ایک سال کے دوران ون ڈے سیریز جیتنے کا یہ نیا پاکستانی ریکارڈ ہے۔

2013 ہی کے دوران پاکستان نے سری لنکا کے خلاف دبئی میں 5 میچوں کی ون ڈے سیریز میں مجموعی طور پر 1318 رنز بنائے جو کہ کسی بھی ایک سیریز میں پاکستان کا تیسرا بڑا مجموعہ ہے۔ اس سے قبل پاکستانی ٹیم زمباوے کے خلاف 1398 اور انڈیا کے خلاف 1364 رنز بالترتیب 2002 اور 2003 میں بنا چکی ہے۔

مصباح الحق نے 2013 کا اختتام 1373 ون ڈے رنز کے ساتھ کیا جو کہ 2013 میں بنائے جانے والے کسی بھی کھلاڑی کے رنز سے زیادہ ہیں۔ محمد حفیظ اس لسٹ میں دوسرے نمبر پر رہے جنہوں نے پورے سال کے دوران 1301 ون ڈے رنز سکور کئے۔ یوں 1992 کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ 2 پاکستانی پلیئرز نے ون ڈے رنز سکورر لسٹ میں ٹاپ کیا ہو۔ (1992 میں جاوید میانداد ،942 رمیض راجہ 865 اور انضمام الحق 818 رنز کے ساتھ سال کے ٹاپ سکورر رہے تھے۔

مصباح الحق نے 2013 کے دوران 15 ففٹیز 50s سکور کیں لیکن ایک بھی سنچری 100 سکور نہیں کی جو کہ ایک سال میں زیادہ سے زیادہ ففٹیز (بغیر سنچری بنائے) ریکارڈ ہے۔

محمد حفیظ نے 2013 میں سری لنکا کے خلاف ون ڈے سیریز میں مجموعی طور پر 448 رنز بنائے۔ جو کہ ایک سیریز میں کسی بھی پاکستانی کی دوسری بہترین کاوش ہے۔ اس سے قبل سابق پاکستانی کپتان سلیمان بٹ نے 2007 میں بنگلہ دیش کے خلاف 451 رنز بنا رکھے ہیں۔

محمد حفیظ 2013 کے دوران سب سے زیادہ ون ڈے سنچریز سکور کرنے والی لسٹ میں بھی ٹاپ پر رہے اور 5 سنچریز سکور کر کے شیکھر دھون کے ساتھ ٹاپ آف دی

سعید اجمل نے اس سال 62 ون ڈے وکٹس اپنے نام کیں اور 2013 کے سب سے کامیاب ون ڈے باؤلر رہے۔ اس لسٹ میں دوسرا نام جنید خان کا ہے یوں ون ڈے بیٹنگ کی طرح باؤلنگ لسٹ میں بھی ٹاپ 2 پاکستانی پلیئرز ہی رہے۔

جنید خان نے سری لنکا کے خلاف 18۔8 کے سٹرائیک ریٹ سے 13 وکٹس اپنے نام کیں۔ ایک سیریز کے دوران کسی بھی left-arm quick باؤلر کی طرف سے لی جانے والی وکٹس میں یہ دوسری بہترین کاوش ہے اور سٹرائیک ریٹ کے لحاظ سے یہ سب سے بہترین کاوش ہے۔ اس سے پہلے آسٹریلیا کے مچل جانسن اور نیوزی لینڈ کے جیف ایلیٹ اس لسٹ میں، 14 14 وکٹس لے کر ٹاپ پوزیشن پر ہیں لیکن ان دونوں کا سٹرائیک ریٹ بالترتیب 24.4 اور 23.8 ہے۔

سال کے بہترین باؤلنگ فگرز شاہد آفریدی کے نام رہے جنہوں نے ویسٹ انڈیز کے خلاف 33۔1 کی اوسط سے 12 رنز دے کر 7 وکٹس اپنے نام کیں۔

سال 2013 میں ون ڈے کے دوران 28 چھکے لگا کر مصباح الحق مجموعی طور پر دوسرے نمبر پر رہے۔ شاہد آفریدی اور محمد حفیظ 25،25 چھکوں کے ساتھ تیسری پوزیشن پر فائز ہوئے جبکہ آسٹریلیا کے جارج بیلی اور انڈیا کے روہت شرما 30،30 چھکوں کے ساتھ پہلی پوزیشن پر رہے۔

پیغام میگزین

فروری کا شمارا 2014

کھیل اور کھلاڑی

عمر اکمل 18 اننگز میں 32 ڈسمسلز کر کے سال کے دوسرے کامیاب ترین وکٹ کیپر رہے۔

محمد حفیظ اور اسد شفیق کی دوسری وکٹ کے لئے 188 رنز کی پارٹنرشپ سال کی بیسٹ سیکنڈ وکٹ پارٹنرشپ قرار پائی جبکہ شاہد آفریدی اور مصباح الحق کی 120 رنز کی پارٹنرشپ چھٹی وکٹ کیلئے سال کی سب سے کامیاب پارٹنرشپ رہی۔ آئرلینڈ کے خلاف 93 رنز کی پارٹنرشپ جو کہ کامران اکمل اور وہاب ریاض کے درمیان قائم ہوئی 2013 کی آٹھویں وکٹ کی سب سے کامیاب پارٹنرشپ رہی۔

2013 کے دوران سب سے زیادہ مرتبہ ٹیم کی کپتانی کا اعزاز بھی پاکستانی کپتان مصباح الحق کے پاس رہا جنھوں نے 34 میچز میں ٹیم کی کپتانی کی۔

ہم دعا گو کے سال 2014 بھی پاکستانی کرکٹ ٹیم کیلئے ایک خوش قسمت سال ثابت ہو اور کھیل کے ہر شعبہ میں یہ ٹیم اپنا لوہا منوائے۔ آمین

پاکستان زندہ باد

پیغام میگزین
فروری کا شمارا 2014

موسمِ بہار اور پیغام ممبرز

سوال۔موسم بہار آپ کی نظر میں؟

I AM IN LOVE

(محمد عمران)

میرا خیال ہے کہ سب سے بڑھ کر یہ اللہ کی سب نعمت ہے، جب خزاں کا موسم گزر جاتا ہے اور بہار اپنا رنگ دکھانا شروع کرتا ہے تو ہر طرف پھول ہی پھول اور خوشبو ہی خوشبو پھیل جاتی ہے ہر کسی کے چہرے پر مسکراہٹ اور اور ایک نئی تازگی نظر آتی ہے جو زندگی کا نوید دیتی ہے اور زندگی رنگوں سے بھر جاتی ہے۔

MR.Fkas

(مبشر اقبال)

بہار صرف ایک موسم ہی نہیں بلکہ اللہ پاک کا وہ معجزہ ہے کہ اہل دانش اس معجزہ کو دیکھتے ہیں اور اللہ پاک کی تسبیح بیان کئے بنا نہیں رہ پاتے۔

اگر میں یہ کہوں کہ بہار درحقیقت خوشی کا دوسرا نام ہے تو یقیناً اس میں کچھ غلط نہ ہوگا کیونکہ بہار ایک موسم ہی کا نام نہیں زندگی کی تجدید کا نام ہے۔ بہار کی آمد سے قبل جہاں ہر طرف پژمردگی اور افسردگی چھائی ہوتی ہے موسم بہار کی آمد کی نوید سنتے ہی ہر طرگ ہریالی اور گہما گہمی شروع ہو جاتی ہے۔ یوں جیسے مردہ بدن میں نئی زندگی دوڑ جائے، محسن نقوی مرحوم نے شاید اسی تناظر میں کہا تھا کہ

؎ یہ موسم خوبصورت شاعری کرنے کا موسم ہے

pErIsH_BoY

بہار کا موسم ایسا ہے جس کا انتظار ہر شخص کو ہوتا ہے۔ بہار کے موسم میں ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں ہوتی ہیں۔ یہ موسم اقرارِ محبت کا ہوتا ہے۔

sheen

موسم بہار کا آغاز ہے۔۔۔ بہار کی آمد کے ساتھ ہی موسم سرما کی سرد ہواؤں سے ٹھٹھرائے ہوئے پودوں میں اک جان سی پڑ جاتی ہے اور وہ گویا نیند سے جاگ اٹھتے ہیں لہذا کیوں نہ آپ بھی بہار کی خوشیوں میں حصہ ڈالیں اور اس کا آغاز آپ اپنی پسند کا کوئی درخت یا پودا لگا لگانے سے کریں۔ اس طرح آپ کے خوابوں اور عمل کی دنیا کے مابین اک رشتہ استوار ہو جائے گا۔۔

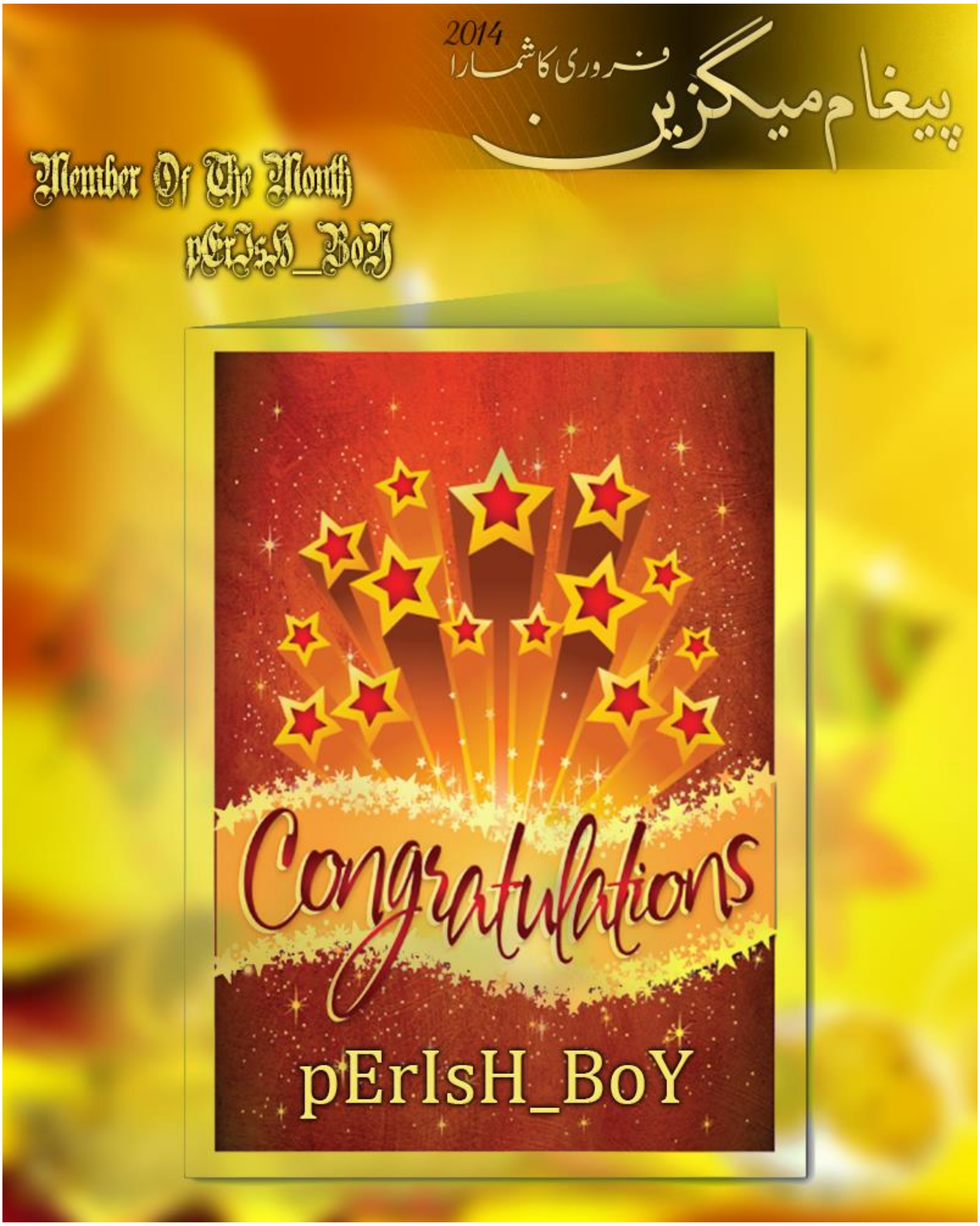
2014
فروری کا شمارا
پیغام میگزین
Member Of The Month
pErIsH_BoY
Congratulations
pErIsH_BoY

2014
فروری کا شمارا
پیغام میگزین
گزشتہ شمارے
Pegham Magazine's
ماز اور سعدیہ شادی میگزین
شادی مبارک
Maaz & Sadia
May God Bless U On Ur Wedding Day
پیغام چلمن
April 2010 Edition
5th
Pegham's First Female Magazine
December 2009 Edition
پیغام چلمن
پیغام میگزین
Pegham
December
EDITION

2014
فروری کا شمارا
پیغام میگزین
پیغام میگزین ٹیم
پیغام
seekho aur sikhao
آنچل
احمر
ہالہ
دی ڈرائیور
علی عباسی
مسٹر فکاس
شین
فاطمہ
محمد عمران
پیرش بوائے
www.Peghام.com

ختم شُد
پیغام میگزین
فروری کا شمارا 2014
پیغام
seekho aur sikhao